قصائدِ احمدیہ
منزل الامام
حجۃ الاسلام

حضرت اقدس کی اردو اور فارسی نظمیں تو پہلے الگ شائع ہو چکی ہیں مگر ابتک آپکے عربی قصائد الگ رسالہ کی شکل میں شائع نہیں ہوئے تھے اب عربی قصائد بھی جمع کر کے ایک کتاب کی شکل میں شائع کیے گئے ہیں۔ یہ قصائد نہ صرف معارف و اسرار سے لبریز ہیں اور حمد الٰہی اور نعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خزائن اور حضرت اقدسؑ کے دلائل پُر ہیں بلکہ عربی سیکھنے کا بھی ایک اعلیٰ ذریعہ ہیں۔ یہ کتاب ۱۵۸ صفحوں پر ختم ہوتی ہے قیمت صرف ۶؍ شائقین دفتر میگزین قادیان سے طلب کریں؛

قاعدہ یسرنا القرآن

یعنی عربی کا قاعدہ جس کے پڑھنے سے ایک بچہ چھ ماہ میں قرآن شریف ختم کر لیتا ہے۔ ایسا مفید ثابت ہوا ہے اور اسقدر اس کی مانگ بڑھ گئی ہے کہ اب اس کا چوتھا ایڈیشن بھی قریب الاختتام ہے اور کچھ دنوں بعد احباب کو پانچویں ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا؛

پارہ اوّل دوم۔ سوم

چونکہ ایسے قرآن شریف یا علیحدہ پارے بہت کم ملتے ہیں جنپر اعراب صحیح لکھے ہوں اور قاعدہ یسرنا القرآن ختم کر کے بچے آسانی قرآن شریف پڑھ سکیں۔ ہم نے یہ دقت محسوس کر کے قاعدہ یسرنا القرآن کی طرز پر پارہ اوّل دوم۔ سوم خاص اہتمام سے چھپوائے ہیں۔ جو احباب اپنے بچوں کو قاعدہ یسرنا القرآن شروع کرواتے ہیں۔ انہیں چاہیئے کہ قاعدہ ختم ہونے پر پہلے یہ پارے پڑھوائیں تا بچہ کو قرآن شریف پڑھنے میں دقت نہ ہو۔ یہ پارے ان بچوں کے لیئے بھی مفید ہیں جو دوسرے قاعدے پڑھتے ہیں۔ کیونکہ انپر اعراب بہت صحیح اور اپنے اپنے موقعہ پر دیئے ہیں؛

نیز ہم نے ایسے قرآن شریف بھی منگوائے ہیں جو نسبتاً بہت صحیح ہیں اور اعراب اپنے اپنے موقعہ پر صحیح دیئے ہیں۔ ہماری رائے میں عام قرآن شریفوں کی نسبت انپر پڑھنے سے بچوں کو بہت سہولت ہوگی۔ تینوں پارے ۱؍ فی پارہ کے حساب سے اور قرآن شریف بے جلد عہ؍ بر دفتر میگزین قادیان سے مل سکتے ہیں؛

(مینیجر میگزین)

اطلاع :- خریداران ریویو کی خدمت میں التماس ہے کہ خط و کتابت کے وقت اپنا نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دیا کریں ورنہ تعمیل ارشاد میں توقف ہو جائے تو معاف فرماویں؛ (مینیجر)

آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے | لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

ریویو آف ریلیجنز

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر

Digitized by Khilafat Library

جلد ۱۱ | بابت ماہ اپریل سنہ ۱۹۱۲ء | نمبر ۴

چندہ سالانہ | عوام عہ طلباء عہ سے

فہرست مضامین

کیا احکام قرآنی در بارہ جہاد منسوخ شدہ ہیں؟ ۱۲۰-۱۴۰
پارسی مذہب ۱۴۰-۱۵۱
نوٹ اور رائیں ۱۵۱-۱۵۳
رپورٹ ماہوار ۱۵۳-۱۵۸
گوشوارہ ۱۵۹-۱۶۰

قادیان ضلع گورداسپور سے ۲۰-اپریل سنہ ۱۹۱۲ء کو صدر انجمن احمدیہ کے اہتمام سے شائع ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

کیا احکام قرآنی دربارہ جہاد منسوخ شدہ ہیں؟

ہمارے مضامین دربارہ اشاعت اسلام پر جو اسی رسالہ کی جلد ۸ و ۹ سنہ ۱۹۰۹ء و ۱۰ء میں نکل چکے ہیں بعض معترضین کی طرف سے اعتراض اُٹھایا گیا ہے اور سورہ توبہ کی چند آیات کو پیش کر کے یہ نتیجہ اخذ کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ ان آیات کو جن میں بقول معترضین مخالفین اسلام کے ساتھ بلا دریغ اور بغیر کسی وجہ خاص کے مقاتلہ کا حکم ہے یا تو جان بوجھ کر پبلک سے چھپایا گیا ہے یا ایڈیٹر رسالہ ہذا ان سے ناواقف تھا ان اعتراضات میں اس بات پر بھی زور دیا گیا ہے کہ ہمارے متذکرہ بالا مضامین "اشاعتِ اسلام" میں اکثر آیات ایسی درج کی گئی ہیں جو مندرجہ ذیل آیات کی رو سے منسوخ شدہ ہیں۔ اور وہ ناسخ آیات یہ ہیں:-

(۱) فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ
وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ
مَرْصَدٍ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا
سَبِيْلَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

(ترجمہ) اور جب حرمت کے مہینے گذر جاویں پس مشرکین سے لڑو جہاں تم انکو

پاؤ اُن کو پکڑو۔ اور اُن کے لئے ہر ایک کمینگاہ میں بیٹھو۔ لیکن اگر وہ توبہ کریں اور نمازیں ادا کریں اور زکوٰۃ دیں۔ پس اُن کا راستہ چھوڑ دو۔ تحقیق اللہ غفور رحیم ہے ؛

(۲) قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَلَا يَدِينُونَ دِينَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حَتَّىٰ يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَدٍ وَهُمْ صَاغِرُونَ ۝

(ترجمہ) لڑو اُن لوگوں سے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان نہیں لاتے اور نہ حرام ٹھیراتے ہیں اُس چیز کو جسے اللہ نے حرام کیا اور اُس کے رسولؐ نے اور نہ دین حق پر چلتے ہیں اُن لوگوں سے جو اہل کتاب ہیں یہاں تک کہ محکوم ہو کر اور ذلیل ہو کر جزیہ دیں ؛

معترضین نے اپنے اس دعوے کی تائید میں کہ جہاد کے تمام احکام منسوخ ہو چکے ہیں مندرجہ ذیل آیت پیش کی ہے :-

مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِنْهَا أَوْ مِثْلِهَا ۝ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝

(ترجمہ) جو آیت کہ ہم منسوخ کرتے ہیں یا بھلا دیتے ہیں ہم اُس سے بہتر یا اُسی کی مانند اور لے آتے ہیں۔ جانتے رہو کہ تحقیق اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے ؛

اعتراض کی اصل حقیقت ظاہر کرنے سے پہلے یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مختصراً مسئلہ نسخ کے متعلق کچھ بیان کیا جاوے۔ اگرچہ یہ بحث مفصل طور پر اسی رسالہ کی جلد ۶ سنہ ۱۹۰۷ء میں بیان کی جا چکی ہے۔

سب سے زیادہ ضروری بات جس پر ہمیں غور کرنا ہے یہ ہے کہ آیا کسی آیت قرآنی کی تنسیخ قرآن شریف کے رُو سے جائز بھی ہے یا نہیں ؟ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا۔ اس لئے اسکی منسوخی بھی اُسی کے قبضہ و اختیار میں ہے۔ قرآن شریف اسی کا قانون ہے اور وہی اس میں کسی قسم کی تنسیخ کرسکتا ہے۔ لیکن کسی ایک جگہ بھی اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یہ نہیں

فرمایا کہ ہم نے فلاں فلاں حکم دیا تھا جو کہ اب فلاں فلاں طریقہ سے ترمیم کیا جا رہا ہے خصوصاً کوئی ایسی آیت نہ پاؤ گے جسمیں لکھا ہو کہ جہاد کے بارے میں جو احکام ہم دے چکے ہیں وہ اب تمام کے تمام منسوخ کیے جاتے ہیں اور آئندہ تمہیں عام حکم دیا جاتا ہے کہ کافروں کو بلاوجہ بھی قتل کر دیا کرو۔

ایک اور بات بھی قابل غور ہے وہ یہ کہ قرآن مجید کا ایک ایک لفظ ہمیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہنچا آپ کے صحابہؓ نے آپ کی زبان مبارک سے سُنا اور کاتبان وحی نے لکھ لیا۔ اس لیئے اُس کا (قرآن مجید کا) ایک لفظ بھی بغیر حکم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منسوخ شدہ قرار نہیں دیا جا سکتا تھا مگر چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس بارہ میں کسی قسم کا کوئی حکم موجود نہیں اس لیئے نسخ کا خیال بالکل غلط ہے اور ہم اس بارہ میں بھی معترضین اسلام اور قائلین ناسخ منسوخ کو بڑے زور سے کہتے ہیں کہ اس دعوے کے مخالف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی صحیح حدیث یا روایت پیش کریں۔ ہم یقینی طور پر کہہ سکتے ہیں کہ اس قسم کے مخالفین ایک بھی صحیح حدیث پیش نہیں کر سکتے جس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی آیت قرآنی کو منسوخ شدہ قرار دیا ہو مندرجہ بالا دعووں سے جو سراسر واقعات پر مبنی ہیں ایک طالب حق اس نتیجہ پر بہ آسانی پہنچ سکتا ہے کہ بعض آیات قرآنی کے منسوخ ہونے کا دعویٰ ایک بے دلیل دعویٰ ہے۔

اب میں اُس آیہ کریمہ کی طرف رجوع کرتا ہوں جو نسخ کی تائید میں پیش کی جاتی ہے۔ ایک آیت کے صحیح معنے دریافت کرنے کے لیئے بعض اوقات یہ ضروری ہوتا ہے کہ اُس کا ماسبق اور مابعد دیکھا جائے کیونکہ کسی قرآنی آیت کو اپنے سیاق وسباق سے علیحدہ کرنے سے منشائے قرآنی کے بالکل فوت ہو جانے کا احتمال ہوتا ہے جیسا کہ اگر کسی دوسری کتاب کے چند الفاظ اپنے سیاق وسباق سے علیحدہ کر دیئے جائیں تو ممکن ہے کہ الفاظ بالکل بے مطلب رہ جائیں بعینہ یہی حال آیات قرآنی کا ہے کہ جب تک آیات قرآنی کو اپنے سیاق وسباق کے ساتھ ملا کر نہ پڑھا جاوے اُن کے معانی کی اصل حقیقت کھلنی بعض اوقات دشوار ہو جاتی ہے ذیل میں ہم اسی آیت زیر بحث کو اپنے سیاق وسباق کے ساتھ ملا کر لکھتے ہیں تا کہ

ناظرین پر اس کی اصل حقیقت کھل جاوے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ وَلَا الْمُشْرِكِينَ أَنْ يُنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِنْ خَيْرٍ مِنْ رَبِّكُمْ ۗ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ ۚ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۝ مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِنْهَا أَوْ مِثْلِهَا ۗ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللّٰهَ لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۗ وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ۝ أَمْ تُرِيدُونَ أَنْ تَسْأَلُوا رَسُولَكُمْ كَمَا سُئِلَ مُوسٰى مِنْ قَبْلُ ۗ وَمَنْ يَتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ ۝ وَدَّ كَثِيرٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّونَكُمْ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا ۚ حَسَدًا مِنْ عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۚ فَاعْفُوا وَاصْفَحُوا حَتّٰى يَأْتِيَ اللّٰهُ بِأَمْرِهِ ۗ إِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝

(ترجمہ) وہ لوگ جو اہل کتاب اور مشرکین میں سے اسلام کے منکر ہیں وہ نہیں چاہتے کہ تم کو کوئی بھلائی (وحی۔ الہام) اپنے پروردگار کی طرف سے پہنچے۔ لیکن اللہ تعالیٰ جسے چاہے اپنے خاص فضل و رحمت کے لیئے چن لیتا ہے کیونکہ وہ بڑا صاحب فضل ہے جب کوئی آیت ہم منسوخ کرتے ہیں یا بھلا دیتے ہیں تو ہم اس سے بہتر یا اس کے برابر اور لے آتے ہیں۔ تاکہ تو جانے رہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ تو جانے رہ کہ اللہ تعالیٰ ہی کے لیئے زمین و آسمان کی بادشاہی ہے اور تمہارا ولی اور مددگار سوائے خدا کے اور کوئی نہیں۔ کیا تم اپنے رسولؐ سے سوال کرو گے جیسا کہ اس سے پہلے موسیٰؑ سے سوال کیا گیا؟ لیکن جس نے ایمان کے بدلے کفر بدل لیا وہ سیدھے راستہ سے بھٹک گیا۔ بہت سے اہل کتاب چاہتے ہیں کہ تم کو ایمان کے بعد پھر کفر پر واپس لے آئیں محض حسد کی راہ سے بعد اس کے کہ ان پر حق ظاہر ہو گیا۔ پس ان کو معاف کردے اور ان کو چھوڑ دے یہانتک کہ اللہ تعالیٰ اپنے امر کے ساتھ آئے بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

آیات مندرجہ بالا میں یہود و نصاریٰ کو اس آنیوالے خطرہ سے آگاہ کیا گیا ہے جو

بصورت انکار رسالت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم د قرآن اُنپر ظاہر ہونے والا تھا۔ انہوں نے خدائی الہام و وحی پر مُہر لگا دی تھی یہود کا قول تھا کہ وہ خدا کے مقرب ہیں۔ انہوں نے چند ایک پیغمبروں کو منتخب کر لیا تھا اور باقی دنیا کو گمراہ سمجھتے تھے۔ اسی طرح نصاریٰ نے یسوع کو خدا ٹھیرا کر اللہ تعالیٰ کی وحی پر مہر لگا دی تھی۔ کہ یسوع کا خون تمام دنیا کے گناہوں کا کفارہ ہو گیا۔ اور اب انکے خیال کے مطابق کسی وحی کے آنے کی ضرورت نہ تھی۔ تمام اِن لوگوں نے مع اپنے متعلقین مشرکین عرب کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لانے سے انکار کر دیا اور اُسے بالکل ردّ کر دیا اس لیے اللہ تعالیٰ اُن کو انکی غلطی سے آگاہ کرتا ہے کہ اُس کا فضل لا انتہا ہے وہ جس پر چاہتا ہے اپنی رحمت نازل فرماتا ہے یہود و نصاریٰ نے نئی وحی کو بدیں وجہ ردّ کر دیا کہ وہ اُن کے احکامات کو جو اُن کے پاس تھے منسوخ کرتی تھی۔ اور اُن کا ایسا کرنا محض دشمنی کی وجہ سے تھا لیکن اللہ تعالیٰ اُن کو اطلاع دیتا ہے کہ اُس کی رحمت صرف ایک قوم تک محدود نہیں بلکہ وہ صاحبِ فضلِ عظیم ہے اور اگر اُسنے پُرانا قانون جو اُن (اقوام) کے پاس ہے منسوخ کر دیا ہے اور اُس کی جگہ بہتر قانون قرآن مجید کی شکل میں نازل کیا ہے تو انہیں اسپر ناراضگی ظاہر نہیں کرنی چاہیئے کیونکہ جو "آیت (نشان یا کلام الٰہی) ہم منسوخ کرتے یا بھلا دیتے ہیں ہم اُس سے بہتر یا اُس کی مانند اور لے آتے ہیں کیونکہ جان تو کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے" اِس آیت کا آخری ٹکڑا یعنی "جان تو کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے" ہماری مندرجہ بالا تشریح کی تائید کرتا ہے کیونکہ اُسمیں اللہ تعالیٰ کے نئے قانون نازل فرمانے اور پُرانے قانون کو منسوخ کر دینے کی قدرت ظاہر کی گئی ہے، وہی خدا جس نے حضرت موسیٰؑ پر توریت نازل کی اِس بات پر قادر تھا کہ وہ کسی دوسرے انسان پر اِس سے بہتر یا اُس جیسی کتاب نازل کرتا ؛

معترض نے نسخ آیاتِ قرآنی کی ثبوت میں جو آیت پیش کی ہے ہم نے اس کی کافی تشریح کر دی ہے اور اگر کوئی آدمی اس آیت پر سیاق و سباق کے ساتھ ملا کر غور کرے تو وہ فوراً اُسی نتیجہ پر پہنچ جائیگا جو اوپر بیان کیا گیا ہے اور اگر بالفرض ہم

صحیح اور اصلی تشریح کو بالائے طاق رکھکر معترض کے قول کو صحیح تسلیم کرلیں تب بھی اُس کا یہ دعویٰ کہ آیات ماسبق نے تمام دیگر احکامات در بارہ جہاد کو منسوخ کر دیا ہے ثابت نہیں ہو سکتا اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف کی آیات کے سمجھنے کے لیئے ہمارے لیئے خود ہی ایک معیار بیان فرما دیا ہے اور اگر معترض اُس پر کار بند ہوتا تو وہ ایسی غلطی میں پڑتا مندرجہ ذیل آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایسی غلطیوں سے بچنے اور فہم قرآن کے حاصل کرنیکے لیئے ایک قاعدہ مقرر کر دیا ہے :۔

هُوَ الَّذِيٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ؕ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ ۚ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ۘ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ (آل عمران آیت ۶)

(ترجمہ) وہ جس نے تجھ پر کتاب اُتاری جس کی بعض آیات محکمات ہیں جو کہ اُمّ الکتاب ہیں اور بعض دوسری ہیں جو متشابہات ہیں۔ پس جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ فتنہ ڈھونڈنے کے لیئے متشابہات کی پیروی کرتے ہیں اور اسکی تاویل ڈھونڈتے ہیں حالانکہ اس کی تاویل سوائے اللہ کے اور راسخون فی العلم کے کوئی نہیں جانتا وہ جو کہتے ہیں ہم سب پر ایمان لائے کیونکہ سب کچھ ہمارے رب کی طرف سے ہے مگر سوائے اولوا الالباب کے کوئی نہیں سمجھتا۔

اِن آیات میں جو قاعدہ بیان کیا گیا ہے وہ بالکل صاف ہے ہر آیت کے معنے ایسے کرنے چاہئیں جو باقی قرآن شریف کے مخالف نہ ہوں کیونکہ "كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا" "تمام اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے" یہ قاعدہ ہے جس کو ہمیں آیات قرآنی پر غور کرتے وقت پیش نظر رکھنا چاہیئے قرآنی آیات کی تفسیر ایسے طریق سے کرنی چاہیئے کہ ایک آیت دوسری کے خلاف نہ ہو۔ اور اگر کسی آیت میں کسی قسم کا شبہ ہو۔ تو اس کے معانی و مطالب سمجھنے کے لیئے دیگر محکمات کیطرف رجوع کرنا چاہیئے۔ کیونکہ وہ معانی جو دیگر آیات کے خلاف کیئے جاویں گے وہ مندرجہ بالا

بیان شدہ قاعدہ کے خلاف ہونے کے باعث قابل قبول نہیں ہو سکتے" چونکہ "تمام اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہے" اس لیئے قرآن شریف کی کوئی آیت کسی دوسری آیت کے خلاف نہیں ہو سکتی اور اسی دلیل سے نسخ کا خیال باطل ہے۔ قرآن شریف کی تمام آیات ایک دوسرے کے ساتھ باہمی مطابقت رکھتی ہیں۔ آیات مذکورہ بالا میں اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو جو محکمات کو چھوڑ کر جن سے تمام قرآن شریف بھرا پڑا ہے خواہ مخواہ اختلاف میں پڑتا ہے سخت ناپسند کرتا ہے کیونکہ ایسے اشخاص کی عادت میں داخل ہے کہ صریح اور صاف معانی کو جو دیگر آیاتِ قرآنی سے ثابت ہوں چھوڑ کر متشابہات کے معانی اپنی خود رائی سے کرنے لگتے ہیں اور اس طرح قرآن شریف میں اختلاف بیان خیال کرتے ہیں۔ کیونکہ انکا مقصد محض نکتہ چینی کرنا ہوتا ہے نہ کہ اصل حقیقت معلوم کرنا۔

قرآن شریف کی ابتدائی مکّی آیات سے لیکر انتہائی مدنی آیات کو بڑے غور و خوض سے چھان مارو تو صاف واضح ہو جائے گا کہ قرآن شریف نے ہر جگہ جنگوں کے بارے میں ایک ہی جیسا حکم دیا ہے:

(۱) وَقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ○ (پارہ دوم) اللہ تعالیٰ کی راہ میں اُن سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں اور زیادتی مت کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا۔

(۲) لَا یَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِیْنَ لَمْ یُقَاتِلُوْكُمْ فِی الدِّیْنِ وَلَمْ یُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِیَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْۤا اِلَیْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ ○ نہیں منع کرتا تم کو اللہ ان لوگوں سے کہ نہ لڑیں تم سے دین کے معاملہ میں اور نہیں نکالا انہوں نے تم کو تمہارے گھروں سے یہ کہ احسان کرو تم اُن سے اور انصاف کرو اُن سے تحقیق اللہ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

(۳) وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰی لَا تَکُوْنَ فِتْنَةٌ وَّیَکُوْنَ الدِّیْنُ لِلّٰهِ

اور اُن سے لڑو یہانتک کہ زمین میں فتنہ نہ رہے اور دین اللہ کے لیئے ہو جاوے یعنی جو شخص جس دین کا تابع ہو وہ اللہ کی خاطر اس کا تابع ہو کسی کے جبر و اکراہ سے کسی دین کا تابع نہ ہو۔

(۴) لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ قَدْ تَّبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ ۔

دین کے بارے میں کوئی زبردستی نہیں کیونکہ حق و باطل کا فرق بخوبی ظاہر ہو چکا ہے ۔

اِس قسم کی آیات بار بار قرآن شریف میں مختلف جگہ آئی ہیں اور یہ سخت نا انصافی کی بات ہے کہ معترض اِن سب آیات کو صرف دو آیات کی بنا پر جن سے اُس نے غلط استدلال کیا ہے، منسوخ قرار دے ۔

نکتہ چینوں کے لیئے جو ہر وقت قرآن شریف پر اعتراض کرنے کے عادی ہیں ایک اور بات بھی قابل توجہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

لَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰہِ لَوَجَدُوْا فِیْہِ اخْتِلَافًا کَثِیْرًا ۔

"یعنی اگر یہ قرآن شریف اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اسمیں بہت اختلاف ہوتا"۔
قرآن شریف کا دعویٰ ہے کہ اُس میں کسی قسم کا اختلاف نہیں۔ جس کا بناوٹی کلام میں ہونا لازمی ہے کیونکہ بناوٹی بات کی ہمیشہ ہر ایک طریقہ سے پیش بندی کی جاتی ہے جو انسان ایک بناوٹی بات بیان کرتا ہے وہ کبھی اپنے اصول پر قائم نہیں رہتا بلکہ مختلف اور متضاد قسم کے جوڑ توڑوں میں لگا رہتا ہے لیکن الہامی کلام میں یہ بات ہرگز نہیں پائی جاتی۔ اب اسی آیت پر غور کرنے سے معترضین کے خیالات در بارہ نسخ کی قلعی کُھل جاتی ہے کیونکہ اس آیت کے بموجب احکام قرآنی ایک دوسرے سے متضاد نہیں ہو سکتے۔ اس میں ایک طرف اس قسم کے احکام نہیں ہو سکتے تھے جن میں لڑائی کرنے میں پیشدستی سے مناہی ہو اور جن کفار نے مسلمانوں سے لڑائی نہ کی ہو اُن سے لڑنے کی ممانعت ہو اور دشمنوں سے انصاف کا سلوک کرنے اور دین کے بارے میں کسی پر زیادتی نہ کرنے کا حکم دیا گیا ہو اور دوسری طرف تمام کفار کا بلا دریغ اور بلا وجہ قتل عام جائز قرار دیا جاوے اور اُن کو زبردستی اسلام لانے پر مجبور کیا جاوے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ تو صاف الفاظ میں یہ کہے کہ اس کے احکام ایک دوسرے سے متضاد نہیں ہو سکتے بلکہ اُن کا متضاد نہ ہونا اسکے کلام کی سچائی پر زبردست دلیل ٹھیرائی گئی ہو اس لیئے یہ ضروری بات ہے کہ کسی آیت کا ترجمہ یا تشریح کرتے وقت اس بات کو زیر نظر رکھا جائے۔ کہ اس کا ترجمہ یا تشریح قرآن مجید کی باقی آیات میں سے

کسی کے خلاف نہ ہو۔ جب قرآن شریف نے اس قسم کے ضوابط مقرر کر رکھے ہیں تاکہ اس کے معانی سمجھنے میں کسی کو ٹھوکر نہ لگے تو یہ سخت نا انصافی کی بات ہے کہ معترضین پھر بھی یہی کہتے ہیں کہ قرآن شریف کی بعض آیات دوسری آیات کی ناسخ ہیں ؛

ایک زمانہ تھا کہ قرآن شریف پر یہ الزام لگایا جاتا تھا کہ اس میں اس قسم کی ظالمانہ تعلیم ہے کہ اگر مخالفین اسلام کو مذہب اسلام کے قبول کرنے میں ذرا بھی تامل ہو تو ان کو بے دریغ تہ تیغ کر دیا جاوے گو بعض لوگ ابھی تک جہالت کے باعث اپنے قدیم خیالات پر قائم ہیں تاہم اکثر لوگوں نے قرآن مجید کی اصلی تعلیم کو بخوبی سمجھ لیا ہے کہ وہ سراسر امن۔ رواداری اور انصاف پر مبنی ہے اس لیئے مخالفین اسلام کو جب اس پہلو میں کامیابی کی امید نہیں رہی تو وہ اِن امن اور انصاف پھیلانے والے احکامات میں اپنی کج فہمی کے باعث بعض دوسری آیات کے من گھڑت معنے کر کے نسخ کا دعویٰ کر بیٹھے ہیں۔ معترضین اسلام کے خیالات میں اِس قسم کی تبدیلی ہمارے لیئے خوشی کا باعث ہے کیونکہ وہ اپنے اعتراض میں یہ امر تسلیم کرتے ہیں کہ قرآن شریف نے اکثر مقامات میں محض اُن لوگوں سے لڑنے کا حکم دیا ہے جو لڑائی میں پیشدستی کریں اور جب وہ صلح پر راضی ہوں تو فوراً صلح کر لی جاوے اور جو لوگ مسلمانوں سے ڈنگہ فساد نہ کریں اُنکے ساتھ امن و صلاحیت سے گذارہ کیا جاوے اور دین کے معاملہ میں ہرگز کسی قسم کی زبردستی نہ کیجاوے۔ .... مگر اُن کا خیال ہے کہ جن آیات میں بے تعصبی۔ امن اور انصاف کی تعلیم دی گئی ہے وہ اُن دو آیات کے رُو سے جو اس مضمون کے شروع میں درج کی گئی ہیں منسوخ شدہ ہیں گویا دوسرے معنوں میں موجودہ قرآن شریف کا اکثر حصہ منسوخ شدہ ہے اگر میں اُن تمام آیات کو اسجگہ درج کر دوں جو بقول معترض منسوخ شدہ ہیں تو یہ ایک لمبی چوڑی فہرست بنجاویگی تاہم ناظرین کی خاطر میں چند آیات ذیل میں درج کرتا ہوں جو بقولِ یسوعی معترضین منسوخ شدہ ہیں ؛ احکام قرآنی درباره جنگ حسب ذیل ہیں :۔

(۱) وَقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا۔ وَاِنَّ اللّٰهَ

لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ (سورہ بقرہ آیت ۱۸۶) اللہ تعالیٰ کی راہ میں اُن لوگوں سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں اور زیادتی مت کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا۔

(۲) فَمَنِ اعْتَدٰی عَلَیْکُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَیْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰی عَلَیْکُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ۔ (سورہ بقرہ آیت ۱۹۰)

اور جو تم پر زیادتی کرے تم اسپر اسی کی مانند زیادتی کرو اور اللہ سے ڈرو اور جانے رہو کہ اللہ تعالیٰ متقیوں کے ساتھ ہے۔

(۳) فَاِنِ اعْتَزَلُوْکُمْ فَلَمْ یُقَاتِلُوْکُمْ وَاَلْقَوْا اِلَیْکُمُ السَّلَمَ فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَکُمْ عَلَیْهِمْ سَبِیْلًا (سورہ نساء آیت ۹۲) اگر تم سے کنارہ کریں پھر نہ لڑیں اور تمہارے پاس صلح کا پیغام بھیجیں تو اللہ نے اُنپر تم کو لڑنیکا اختیار نہیں دیا۔

(۴) قُلْ لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِنْ یَّنْتَهُوْا یُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ (انفال آیت ۳۹) کہ اُن کفار کو کہ اگر وہ باز رہیں (مسلمانوں کے ساتھ لڑنے سے) تو اُن کے گذشتہ جُرم معاف کر دیئے جائیں گے۔

(۵) وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰهِ (انفال آیت ۶۹) اگر وہ صلح کی طرف جھکیں تو تُو بھی صلح کے لیے جھک جا اور اللہ پر توکّل کر۔

(۶) وَاِنْ نَّکَثُوْا اَیْمَانَهُمْ مِّنْ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِیْ دِیْنِکُمْ فَقَاتِلُوْا اَئِمَّةَ الْکُفْرِ اِنَّهُمْ لَا اَیْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ یَنْتَهُوْنَ۔ (توبہ) اور اگر وہ عہد کے بعد اپنی قسمیں توڑ ڈالیں اور تمہارے دین میں طعن کریں پس کفر کے سرداروں سے لڑو کیونکہ یہ لوگ بد عہد ہیں تاکہ وہ باز رہیں۔ (آیت کے آخری حصہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے بد عہدوں سے لڑنا محض اُن کو شرارت سے آیندہ باز رکھنے کے لیئے ہے)

جنگ بدر کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنا یہ کلام نازل کیا۔

(۷) اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَکُمُ الْفَتْحُ وَاِنْ تَنْتَهُوْا فَهُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ وَاِنْ تَعُوْدُوْا نَعُدْ وَلَنْ تُغْنِیَ عَنْکُمْ فِئَتُکُمْ شَیْئًا وَّلَوْ کَثُرَتْ وَاَنَّ اللّٰهَ

مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ (انفال آیت ۱۹) (اے مکہ والو) اگر تم فتح چاہتے ہو پس فتح تمھارے پاس آگئی ہے۔ یہ تمھارے لیئے بہتر ہوگا کہ تم لڑائی سے باز رہو لیکن اگر تم پھر لڑائی کی پس ہم بھی کرینگے اور تمھارے لشکر کی کثرت تمھارے کسی کام نہ آئے گی کیونکہ اللہ مومنوں کے ساتھ ہے۔

(۸) وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ۔ (توبہ آیت ۶) اگر مشرکین میں سے کوئی تیری پناہ مانگے تو اسکو پناہ دے تاکہ وہ خدا کا کلام سن لے تب اسے امن کی جگہ پہنچادے یہ اس لیئے کہ وہ لوگ جانتے نہیں۔

(۹) وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا۔ (مائدہ۔ آیت ۲) خبردار اُن لوگوں کی مخالفت جنھوں نے تم کو مسجد حرام سے روکا ہے تمھیں زیادتی کرنے پر آمادہ کرکے مجرم نہ بنادے۔

(۱۰) وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ (نحل آیت ۱۲۶) اور اگر اُن کو سزا دو تو اتنی دو جتنی تم کو تکلیف دی گئی تھی۔

(۱۱) لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِى الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْا اِلَيْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ٥ (الممتحنہ آیت ۸) اللہ تعالیٰ تمھیں ان لوگوں سے جو تم سے دین کے بارے میں نہیں لڑے اور نہ تم کو گھروں سے نکالا نیک سلوک کرنے اور انکے ساتھ انصاف کرنے سے منع نہیں کرتا کیونکہ اللہ تعالیٰ منصفوں کو پسند کرتا ہے۔

(۱۲) مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِى الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا۔ (المائدہ۔ آیت ۳۲) جس نے ایک جان کو بغیر جان کے (یعنی بغیر قصاص کے) یا زمین میں فساد کرنے کے قتل کیا تو گویا کہ اُس نے تمام لوگوں کو قتل کیا۔

(۱۳) فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ٥ (التوبہ آیت ۷) جبتک وہ تمھارے ساتھ (عہد پر) قائم ہیں تم انکے ساتھ عہد پر قائم رہو۔ کیونکہ

اللہ تعالیٰ متقیوں کو پسند کرتا ہے ؛

قرآن مجید نے بہت واضح طور پر بیان کر دیا ہے کہ اسلام کا قبول کرنا لوگوں کی مرضی پر موقوف ہے کیونکہ زبردستی کسی شخص کو حقانیت پر نہیں چلایا جا سکتا۔ یہی ہمارے رسول کریم صلعم کا اسوہ حسنہ تھا کہ حضورؐ نے دین کے بارے میں کسی جگہ بھی سختی کو استعمال نہیں کیا مندرجہ ذیل آیات قرآنی اس معاملہ پر مزید روشنی ڈالتی ہیں ؛

(۱۴) وَ قُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّ مَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ (الکہف آیت ۲۹)

اور کہہ یہ اللہ کی طرف سے حق ہے پس جس کا جی چاہے مان لے اور جس کا جی چاہے انکار کر دے ؛

(۱۵) قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ وَ مَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا وَ مَاۤ اَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ (یونس آیت ۱۰۸) کہ اے لوگو! تمھارے پاس تمھارے رب کی طرف سے حق آگیا پس جو کوئی ہدایت پاوے وہ اپنے نفس کے لیئے پاتا ہے اور جو گمراہ ہو پس اس کا وبال اسی پر ہے اور میں تم پر وکیل نہیں ؛

(۱۶) نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ وَ مَاۤ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ (سورہ قٓ آیت ۴۵)

ہم خوب جانتے ہیں جو وہ تیری نسبت کہتے ہیں اور تو اُنپر زبردستی کرنے والا نہیں ؛

(۱۷) فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا۔ (الشوریٰ آیت ۴۸)

پس اگر وہ تجھ سے مُنہ پھیر لیں۔ پس ہم نے تجھ کو اُنپر نگھبان بنا کر نہیں بھیجا ؛

(۱۸) وَ مَا جَعَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا وَ مَاۤ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ۔

(انعام آیت ۱۰۸) اور ہم نے تجھ کو اُنپر نگھبان نہیں بنایا اور نہ تو اُنپر وکیل ہے ؛

(۱۹) فَذَكِّرْ اِنَّمَاۤ اَنْتَ مُذَكِّرٌ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ (الغاشیہ آیت ۲۱-۲۲)

پس یاد کرا کیونکہ تو صرف یاد کرانے والا ہے تو اُنپر داروغہ نہیں ہے ؛

(۲۰) اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَآءُ وَ مَاۤ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ اِنْ اَنْتَ اِلَّا نَذِيْرٌ (فاطر آیت ۲۲-۲۳) تحقیق اللہ سناتا ہے جسے چاہتا ہے اور تو اُنکو

نہیں سنا سکتا جو قبروں میں ہیں تُو تو ایک نذیر ہے اور بس ؏

(۲۱) اَفَاَنْتَ تَهْدِى الْعُمْيَ وَلَوْ كَانُوْا لَا يُبْصِرُوْنَ (یونس آیت ۴۳)

کیا تُو اندھوں کو ہدایت دے سکتا ہے خواہ وہ بصیرت نہ رکھتے ہوں ؏

(۲۲) فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ

(الانعام آیت ۱۲۶) پس جسکے لیۓ اللہ ہدایت کا ارادہ کرتا ہے اس کا سینہ اسلام کے لیۓ کھولدیتا ہے ؏

(۲۳) لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ

(البقرہ آیت ۲۷۲) تجھ پر کسی کا ہدایت دینا نہیں لیکن اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے ؏

(۲۴) يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ (المائدہ آیت ۱۰۵) اے مومنو اپنے نفسوں کی فکر کرو جب تم ہدایت پر ہو تو کوئی گمراہ تم کو نقصان نہیں پہنچا سکتا ؏

(۲۵) وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِى الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ (یونس آیت ۹۹) اگر تیرا رب چاہتا تو تمام لوگ جو زمین پر ہیں ایمان لے آتے کیا تُو لوگوں پر زبردستی کرے گا کہ وہ ایمان لے آویں ؟

قرآن شریف میں ہمیں اس بات کا پتہ تک نہیں ملتا کہ کہیں اللہ تعالیٰ نے رسول مقبول ؐ کو تلوار کے زور سے اسلام کو پھیلانے کا حکم دیا ہو۔ برخلاف اس کے اشاعت اسلام کا جو طریقہ رسول مقبول ؐ نے سکھلایا وہ دو الفاظ میں بیان کیا جا سکتا ہے یعنی

"با امن تعلیم"

قرآن شریف کی مندرجہ ذیل آیات ہمارے اس دعوے کی شاہد ہیں:۔

(۲۶) اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِىْ هِىَ اَحْسَنُ (النحل آیت ۱۲۵) اپنے رب کے رستے کی طرف حکمت اور نیک

نصیحت کے ذریعہ بلا اور اُن سے بہتر طریق پر مجادلہ کر؛

(۲۷) وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ (العنکبوت آیت ۴۶)

اور اہل کتاب سے نہایت احسن طریق پر مجادلہ کرو؛

(۲۸) قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ

(یوسف ۱۰۸) کہہ یہ میرا راستہ ہے میں بصیرت کے ساتھ خدا کی طرف بلاتا ہوں میں اور میرے تابعدار؛

(۲۹) وَقُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ (بنی اسرائیل آیت ۵۳)

اور میرے بندوں سے کہہ کہ وہ بات کہا کریں جو سب سے اچھی ہو؛

(۳۰) وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ- (الانعام آیت ۱۰۹)

اور نہ گالی دو اُن کو جو خدا کے سوائے پکارتے ہیں؛

(۳۱) لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ (سورہ البقرہ آیت ۲۵۶)

دین میں زبردستی نہیں حق باطل سے جدا ہو گیا ہوا ہے؛

قرآن شریف نفاق یعنی اللہ تعالیٰ کے کلام پر سچا ایمان نہ ہونے کو بہت بُرا جانتا ہے اور اس لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دین اسلام کے زبردستی پھیلانے کا حکم نہیں دیا جا سکتا تھا کیونکہ جو لوگ زبردستی دین میں داخل کیے جاویں وہ بجائے مخلص ہونے کے منافق ہوا کرتے ہیں جن کے بارے میں مندرجہ ذیل احکام قرآنی ہیں:-

(۳۲) اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعًا (النساء آیت ۱۴۰)

تحقیق اللہ منافقوں اور کافروں سب کو جہنم میں جمع کرنے والا ہے؛

(۳۳) اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا (النساء آیت ۱۴۵) اور منافقین دوزخ کے نچلے درجے میں ہونگے اور تو انکے لیے کوئی مددگار نہ پائیگا؛

کیا ان آیات کی موجودگی میں یہ قابل افسوس بات نہیں ہے کہ معترض یہ خیال کرے کہ اللہ تعالیٰ نے مخالفین اسلام کو منافق بنا دینے کے لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو

تلوار چلانے کا حکم دیا ہو جو کفار سے بھی بہت بُرے خیال کیئے گئے ہیں؟ ۔

آیات مندرجہ بالا پر سرسری نظر کرنے سے ہی ناظرین اس نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں کہ اگر ہم اُن ہر دو آیات کو جو اس مضمون کے شروع میں دی گئی ہیں آخری حکم تصور کریں۔ جسکے رُو سے قرآن کی تمام منصفانہ اور با امن تعلیم جو اُن سے پہلے نازل ہو چکی تھی منسوخ کی گئی تھی تو دوسرے الفاظ میں اس کا یہ مطلب ہوگا کہ گویا سارا نہ سہی تاہم قرآن مجید کا اکثر حصہ منسوخ شدہ قرار دیا جاوے گویا ان دو آیات نے وہ تمام احکامات منسوخ کر دیئے ہیں (۱) جنمیں صرف اُن لوگوں سے لڑنے کا حکم ہے جو مسلمانوں کے خلاف ہتھیار اُٹھائیں۔ (۲) اور جن میں اُن کفار کے ساتھ جو مسلمانوں کے ساتھ با امن رہیں نیک سلوک کرنے کا حکم دیا گیا ہے (۳) اور جن میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف سچّا دلی ایمان قابل قبول مانا گیا ہے اور نفاق کو کفر سے بھی بڑھکر بُرا سمجھا گیا ہے (۴) اور جن میں یہ صریحاً حکم دیا گیا ہے کہ کسی انسان کو زبردستی کے ساتھ سچائی پر نہیں چلایا جا سکتا (۵) اور کہ جن میں کہا گیا ہے کہ یہ پیغمبر جبر کے ساتھ لوگوں سے اسلام منوانے کے لیئے نہیں بھیجا گیا۔ مختصراً یہ کہ معترض کے اس دعوے کے رُو سے کہ ان ہر دو آیات مذکورہ بالا نے تمام غیر مسلموں کو بلا دریغ تہ تیغ کر دینے کا حکم دیا ہے اور مسلمانوں کو ہر ایک کافر سے لڑنے کا حکم دیا ہے یہ نتیجہ نکلا کہ قرآن شریف کے وہ احکامات (جنسے قرآن شریف کا اکثر حصہ بھرا پڑا ہے) جن میں انصاف اور امن کی تعلیم دیگئی ہے فضول اور ناکارہ قرار دیئے گئے ہیں اور مسلمانوں کے لیئے صرف دو آیات متذکرہ بالا ہی قابل عمل قرار دیگئی ہیں جن کا ذکر اس مضمون کے شروع میں کیا جا چکا ہے اور جن میں کہ بقول معترض مسلمانوں کو ہر ایک کافر کے مار ڈالنے کا حکم دیا گیا ہے جسپر کہ وہ قابو پا سکیں۔ یہ سخت ناانصافی ہے کہ تمام قرآن شریف کو چھوڑ کر صرف دو آیات کے معنی اپنے مطلب کے موافق کر کے کوئی معترض اس قسم کا دعویٰ کرے جس کے رُو سے قریباً سارے کا سارا ہی قرآن شریف منسوخ شدہ قرار دیا جاوے حالانکہ قرآن شریف کا صاف حکم ہے کہ اس کے تمام کے تمام احکامات کو مانا جاوے اور جو لوگ بعض احکامات کو مانتے اور بعض کو متروک سمجھتے ہیں اُن کو عذاب سے ڈرایا گیا ہے جیسا کہ فرمایا

كَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِيْنَ ـ الَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِيْنَ ـ فَوَرَبِّكَ لَنَسْئَلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ـ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ـ

" جیسا اُتارا ہم نے اوپر تقسیم کرنے والوں کے جو قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے کرتے ہیں پس بخدا ہم اُن تمام سے پوچھیں گے اُن باتوں کی بابت جو انہوں نے کیں "

پھر فرمایا :-

اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝

" کیا تم کتاب کے بعض (احکامات) پر ایمان لاتے ہو اور بعض سے انکار کرتے ہو؟ پس اُس شخص کی کیا جزاء ہوگی جو تم میں سے ایسا کرتا ہے سوائے دنیا کی رسوائی کے؟ اور آخرت کے دن اُنپر سخت عذاب کیا جائیگا۔ ہم اُس سے غافل نہیں جو تم کرتے ہو"

اِن آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو قرآنی احکامات کے ٹکڑے کرنے سے منع کیا گیا ہے اور تمام قرآن شریف پر جسمیں کسی قسم کا اختلاف نہیں عمل کرنے کا حکم دیا گیا ہے اِن احکامات کی موجودگی میں ایسا خیال کرنا کیسا بیہودہ پن ہے کہ ایک طرف تو قرآن شریف مسلمانوں کو صریحاً دین میں زبردستی کرنے سے منع کرے اور پھر ساتھ ہی اسکے کفار کو جبراً مسلمان بنانے کا حکم دے۔

یسوعی معترضین بار بار اس آیت مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا ـ کو پیش کر کے بیہودہ دعوے کرتے ہیں کہ اِس آیت کے رو سے تمام وہ آیات جن میں مخالفین اسلام سے انصاف اور نیکی کرنے کا حکم دیا گیا ہے منسوخ شدہ ہیں حالانکہ ہم نے یہ واضح طور پر ثابت کر دیا ہے کہ اس آیت کے رو سے جو نسخ ثابت ہوتا ہے وہ پہلی الہامی کتب کا ہے نہ کہ خود قرآن شریف کی دیگر آیات کا۔ اگر بالفرض ہم معترض کی پاسِ خاطر سے یہ مان بھی لیں کہ یہ نسخ قرآنی آیات کا ہی ہے تاہم موجودہ حالات میں معترض کو اس کا بھی کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ کیونکہ اس آیت کے رو سے ناسخ

آیات بہرحال یا تو منسوخ آیات جیسی ہونی چاہئیں یا اُن سے بہتر مگر اُن سے بدتر کسی صورت میں نہ ہونی چاہئیں۔ اگر ایک حکم دوسرے حکم سے بہتر ہے یا دو احکام ایک جیسے ہی ہیں تو وہ ایک دوسرے کے خلاف نہیں کیے جا سکتے۔ میں نے قرآن شریف کے رو سے یہ ظاہر کر دیا ہے کہ اس میں متضاد احکامات ہرگز نہیں ہیں پس اس آیت کے ---------- جس کو عیسائی مصنفین اور معترضین نے بار بار بطور سند کے پیش کر کے قرآن شریف میں نسخ ثابت کرنے کی لاحاصل کوشش کی ہے تاہم اس سے کسی طرح بھی ثابت نہیں ہو سکتا کہ قرآن مجید میں متضاد احکامات موجود ہیں۔ لیکن یسوعی معترضین کا قول ہے کہ قرآن مجید کے تمام وہ احکامات جن میں مخالفین اسلام کے ساتھ بانصاف اور باامن اور نیک طریقہ پر معاملات کرنے کا حکم دیا گیا ہے وہ اِن دو آیات مذکورہ بالا کے رُو سے جو ہمنے شروع مضمون میں درج کر دی ہیں منسوخ ہو گئے ہیں جن میں (بقول معترضین) مخالفین اسلام کو مار ڈالنے اور اُن کو زبردستی مسلمان بنانے کے احکام دیئے گئے ہیں اب اس بات کا انصاف ہم ناظرین پر چھوڑتے ہیں کہ کیا یہ ہر دو احکامات ایک دوسرے سے متضاد نہیں ہیں؟

قرآن شریف کا حکم ہے کہ:۔

(۱) وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ۝ (بقرہ - ۲۴)

اور لڑو خدا کی راہ میں اُن سے جو تم سے لڑیں اور ہرگز زیادتی مت کرو کیونکہ اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

(۲) فَمَنِ اعْتَدَى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدَى عَلَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ۝ (بقرہ - ۲۴)

اور جو تم پر زیادتی کرے تو تم اُس پر اُسی کی مانند زیادتی کرو اور اللہ سے ڈرو اور جان رکھو کہ اللہ متقیوں کے ساتھ ہے۔

(۳) فَإِنِ اعْتَزَلُوكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوكُمْ وَأَلْقَوْا إِلَيْكُمُ السَّلَمَ

فَمَا جَعَلَ اللّٰہُ لَکُمْ عَلَیْھِمْ سَبِیْلًا۔

اگر وہ تم سے کنارہ کریں پھر نہ لڑیں اور تمہارے پاس صلح کا پیغام بھیجیں تو اللہ نے اُنپر تم کو لڑنے کا کوئی اختیار نہیں دیا۔

(۴) لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ۔ دین میں کوئی زبردستی نہیں۔

مندرجہ بالا آیات میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں:۔

اوّل۔ مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ کفار پر پہلے حملہ کرکے زیادتی کے مجرم نہ بنیں۔

دوم۔ اگر مخالفین اسلام حملہ میں پیشدستی کریں تو مسلمان اُسی کی مانند جواب دیں۔ کیونکہ دفاعی جنگ میں بھی مسلمانوں کو زیادتی کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ اِتَّقُوا اللّٰہَ۔ یعنی "ڈرو اللہ سے" ایک بہت سخت حکم ہے اور مسلمانوں کو ڈرایا گیا ہے کہ اگر دفاعی جنگ میں بھی وہ زیادتی کے مرتکب ہونگے تو اللہ تعالیٰ اُن کو سزا دیگا۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ "اللہ تعالیٰ متقیوں کے ساتھ ہے"۔ یعنی اگر وہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود کو نہیں توڑینگے اور کفار کے ساتھ دفاعی جنگ کرنے میں زیادتی کے مرتکب نہ ہونگے۔ تو اللہ تعالیٰ انکی مدد کریگا ورنہ نہیں۔ کیا اس سے بھی زیادہ کوئی رحیمانہ حکم ہوسکتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے دفاعی جنگ کے موقعہ پر اپنا خوف دلاکر زیادتی کرنے سے مسلمانوں کو منع فرمادیا ہے؟ اس بارہ میں صرف یہی ایک حکم نہیں ہے بلکہ مدنی صورتوں میں اِس قسم کے احکامات بکثرت موجود ہیں جیسا کہ فرمایا:۔

(۱) وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْکُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا ...... وَاتَّقُوا اللّٰہَ (المائدہ آیت ۲) جن لوگوں نے تم کو مسجد حرام سے روکا ہے انکی مخالفت کے باعث تم اُنپر زیادتی نہ کرو.... اور ڈرو اللہ سے۔

(۲) یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ..... وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓی اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا ھُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۵ (المائدہ آیت ۸) اے مومنو! ..... کسی قوم کی مخالفت تم کو انصاف سے نہ روکے عدل کرو یہ تقویٰ سے نزدیک ہے اور ڈرو اللہ سے تحقیق اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو

متذکرہ بالا چند آیات سے کیسا صریح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نہایت سخت دشمنوں سے بھی مساوات کے برتاؤ کا حکم دیا ہے ؛

سوم - اِن آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ صلح کرنے پر رضامند ہوں اُن سے جنگ نہ کرنے کے بارہ میں تاکیدی حکم ہے - فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيْلًا - "یعنی تمہیں اُن سے لڑنے کی بالکل اجازت نہیں ہے" یہی نہیں بلکہ مخالفین کو اپنی مخالفانہ روش چھوڑ دینے کی ترغیب بھی دی گئی ہے اور اُن کو کہا گیا ہے کہ اگر وہ مخالفت کو چھوڑ دیں گے تو اُن کے گذشتہ قصور معاف کر دیئے جاویں گے - جیسا کہ فرمایا قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ مَا قَدْ سَلَفَ (انفال آیت ۳۹) یعنی کفار کو کہدے کہ اگر وہ لڑائی سے باز رہیں تو اُن کے گذشتہ قصور معاف کر دیئے جاوینگے"

چہارم - مسلمانوں کو صاف طور پر بتایا گیا ہے کہ دین کے بارے میں کسی پر زبردستی کرنی جائز نہیں لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قرآنِ پاک کا صاف اور صریح حکم ہے ؛

یسوعی معترضین بیان کرتے ہیں کہ مندرجہ بالا آیات مع دیگر اسی قسم کی آیات کے اِن دو آیتوں کے رو سے جو کہ اس مضمون کے شروع میں درج کی گئی ہیں منسوخ شدہ ہیں گویا مطلب یہ ہوا کہ پہلے پہل اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ وہ اُن لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اپنے مخالفین پر زیادتی کے مرتکب نہ ہوں اور اُنپر پہلے حملہ نہ کریں مگر بعد ازاں اُس نے اس حکم کے بدلے یہ نیا حکم جاری کیا کہ وہ اُن لوگوں سے محبت کرتا ہے جو کفار و مخالفین پر ہر قسم کی زبردستی کریں اور حملہ میں پیشدستی کریں کیا ایسا خیال کرنا سخت بے انصافی اور بہتان نہیں ہے ؟ سخت افسوس کی بات ہے کہ اس قسم کے متضاد احکامات اُس کتاب کی طرف منسوب کیئے جاویں جو کہ اپنے الہامی ہونے کے ثبوت میں عدم اختلاف کو بطور دلیل پیش کرے - مندرجہ بالا دلائل سے واضح ہوتا ہے کہ یسوعی معترضین کا ایسا خیال کرنا سخت بیہودہ پن ہے کہ قرآن شریف کی ہر دو آیات زیر بحث نے باقی احکامات کو منسوخ کر دیا ہے - اگر ان کے خیال کے مطابق ہم نسخ آیات قرآنی جائز بھی سمجھ لیں تو بھی ناسخ احکامات یا تو منسوخ احکامات کی مانند ہونے چاہیئے تھے یا اُن سے بہتر - مگر یسوعی صاحبان

جن دو آیات کو ناسخ خیال کرتے ہیں وہ ایک سرسری نگاہ سے دیکھنے والے کے نزدیک بھی اُس مطلب کے لحاظ سے جو معترض اُن کا بیان کرتے ہیں منسوخ شدہ آیات سے بہتر تو کجا اُس کے برابر بھی نہیں ہوسکتیں خلاف ازیں (حسب قول معترضین ناسخ احکامات قرآن شریف کی صریح تعلیم امن کے خلاف پڑے ہوئے نظر آتے ہیں جو کہ کسی طرح بھی صحیح نہیں ہوسکتا۔ (باقی دارد)

پارسی مذہب

پارسی لوگ زرتشت کے معتقد ہیں اور ان کی متبرک اور مقدس کتاب کو اوستا کہتے ہیں جب مسلمانوں نے ایران فتح کیا تو اس وقت ایران کا راج دھرم یہی مذہب تھا۔ لیکن اسلام کے عروج کے سامنے یہ ٹھیر نہ سکا۔ باوجودیکہ مسلمانوں نے پوری پوری مذہبی آزادی پارسیوں اور دوسرے مذاہب والوں کو عطا کی لیکن دین اسلام کو لوگوں نے ایسے شوق سے قبول کرنا شروع کیا۔ کہ دیکھکر تعجب آتا ہے۔ کتاب پریچنگ آف اسلام کا مسیحی مصنف اس مذہبی آزادی کے متعلق لکھتا ہے "کہ پارسی مذہب کے علماء کو ریاست میں بڑا دخل تھا۔ اور اس دخل سے ناجائز فائدہ اُٹھا کر انہوں نے دوسرے مذاہب والوں پر ظلم کرنا اور دق کرنا شروع کردیا غیر مذاہب بھی کثرت سے موجود تھے۔ زردشتی مذہب کے مختلف فرقوں کے علاوہ ایران میں عیسائی۔ یہودی۔ صابی۔ اور دوسری قسم کے لوگ بھی موجود تھے جن میں ناسٹک۔ مینی کین اور بدھ مذہب والوں کے خیالات پائے جاتے تھے۔ پھر جب اسلام کا زمانہ آیا اور پوری مذہبی آزادی ملی۔ تو وہ لوگ جو پارسیوں کے ظلم کا نشانہ بنے ہوئے تھے اب وہ.... پھر پوری آزادی سے زندگی بسر کرنے لگے۔ صرف ایک ہلکا سا ٹیکس دینا پڑا مگر ساتھ ہی وہ فوجی خدمت سے سبکدوش کردیئے گئے۔" وہی مصنف اسلام کے حیرت انگیز عروج اور ترقی کے متعلق لکھتا ہوا کہتا ہے "یہ امر کہ ایسی حیرت انگیز ترقی اسلام کو بوجہ جبر کے

ہوئی غلط ہے اس وجہ سے کہ ایسے لوگ بھی موجود تھے کہ اپنے آبائی مذہب پر قائم تھے اور ان کو اپنے مذہبی فرائض کی ادائگی میں پوری پوری آزادی حاصل تھی۔ آج تک بھی آتش پرستوں کے چھوٹے چھوٹے گروہ فارس کے بعض علاقہ جات میں پائے جاتے ہیں اور اگرچہ موجودہ زمانہ کے آتش پرستوں کو تکالیف کا بھی سامنا کرنا پڑا ہے مگر اس میں کوئی شک نہیں کہ پہلی چند صدیوں تک ان سے کوئی تعرض نہیں کیا گیا۔ ان کے مندروں کو بڑی تحریم سے دیکھا جاتا رہا۔ یہاں تک کہ تاریخوں سے ثابت ہوتا ہے کہ خلیفہ المعتصم باللہ کے زمانے میں جس نے ۸۳۳ء سے ۸۴۲ء تک خلافت کی۔ ایک مسلمان سپہ سالار نے بدیں وجہ ایک امام مسجد اور ایک موذن کو پٹوایا کہ انہوں نے مقام صغد میں ایک آتش پرستوں کا مندر گروا دیا تھا اور اس کی جگہ ایک مسجد بنوالی تھی۔ جب مسلمانوں نے ایران فتح کیا تو اس سے تین سو سال یعنی دسویں صدی تک آتش پرستوں کے مندر عراق۔ فارس۔ کرمان سیجستان خراسان۔ جبال۔ آذربائجان اور اران یا دوسرے لفظوں میں یوں کہو کہ ایران کے تمام حصص میں پائے جاتے تھے۔ فارس میں تو کوئی ایسا شہر ہوگا جہاں کہ انکے مندر نہ پائے جاتے تھے۔ شہرستانی بارھویں صدی کا مورخ لکھتا ہے کہ خود بغداد کے قریب اسفینیا میں گبروں کا ایک مندر موجود تھا۔ ان واقعات کے ہوتے ہوئے۔ یہ کہنا کہ زردشتی مذہب کو زوال اسوجہ سے آیا کہ مسلمانوں نے پکڑ پکڑ کر لوگوں کو اپنے دین میں داخل کرنا شروع کیا بالکل بے بنیاد . . . ہے۔ مذکورہ بالا وجوہات کی وجہ سے اسلام کے اوائل ایام میں بہت سے ایرانیوں کا دین اسلام قبول کر لینا کوئی بعید از قیاس امر نہیں۔ لیکن پارسی مذہب کے پیروؤں کا بہت زمانے تک ایران میں موجود رہنا اور گاہے گاہے انکا اپنے آبائی مذہب کو ترک کر کے اسلام میں داخل ہوتے رہنا بتلاتا ہے کہ لوگوں نے اسلام برضا و رغبت خود قبول کیا۔ اور انپر اس معاملے میں کسی قسم کا تشدّد روا نہ رکھا گیا۔ اگر مابعد زمانے کی قبول اسلام کی مثالیں نسبتاً کم تھیں تاہم ان واقعات کے سلسلہ کا ساڑھے تین صدیوں تک جاری رہنا صاف طور سے شہادت دے رہا ہے کہ مجوس کو مسلمانوں کے عہد میں پوری پوری آزادی حاصل تھی۔ اور لوگوں نے جبر اور اکراہ سے نہیں بلکہ اپنی رضا اور رغبت سے اسلام قبول کیا۔"

موجودہ زمانے میں زرتشت کے پیروؤں کی تعداد بیاسی ہزار سے زیادہ نہیں۔ ایران میں وہ کرمان۔ یزد اور طہران میں پائے جاتے ہیں لیکن ان کی بڑی تعداد بمبئی میں اور گجرات کے بعض شہروں میں پائی جاتی ہے۔ ہندوستان کے پارسی ان پارسیوں کی اولاد سے ہیں جو نہاوند کی شکست کے بعد ۱۰۷ء میں ہندوستان میں چلے آئے اور بڑودہ کے ہندو راجہ نے انہیں اپنے ہاں جگہ دی۔ وہ ایک عجیب قسم کی ٹوپی پہنتے ہیں جو شکل میں گھوڑے کے سُم سے بہت مشابہ ہے۔ اور یہ اس وجہ سے اختیار کی گئی تھی کہ جس ملک میں وہ آکر آباد ہوئے۔ وہاں کے راجہ کی ماتحتی کا نشان ہے۔ نیند سے بیدار ہو کر پہلا کام جو دیندار پارسی کرتا ہے وہ صبح کی نماز کا ادا کرنا ہے پھر اسکے بعد وہ اپنے مُنہ اور جسم کے دوسرے اعضار پر نرنگ یعنی گوبر ملتا ہے تاکہ جن بھوت کا اسپر کوئی اثر نہ ہو سکے۔ وہ دو خداؤں پر اعتقاد رکھتے ہیں۔ ہرمزد (یزدان) یعنی خالق خیر۔ اور دیو (اہرمن) یا خالق شر۔ ان کا خیال ہے کہ ان دو کی آپس میں ہمیشہ کشمکش لگی رہتی ہے لیکن ان کا یہ بھی اعتقاد ہے کہ زرتشت سے تین ہزار سال بعد اسی کی نسل سے ایک نبی پیدا ہوگا جو خالق شر (شیطان) کو تباہ کر دیگا۔ اور دنیا کو ہر ایک قسم کی برائی سے پاک کر دیگا اور یزدان کے مذہب کو از سر نو ترقی دیگا۔ تعجب تو یہ ہے کہ تمام بڑے بڑے انبیاء نے اپنے اپنے طور پر بلا واسطہ ایک ایسے نبی کی آمد کی پیشگوئی کی ہے کہ جو آخری دنوں میں آئیگا اور بدی کو جڑھ سے کاٹ دیگا۔ دنیا میں امن کا شاہزادہ ہوگا راستی اور صلحکاری کو پھیلائیگا اور دینِ حق کو تمام ادیان باطلہ پر حجت نیرہ سے غلبہ دلائیگا۔ علاوہ ازیں تمام مذاہب والے یہی کہتے ہیں کہ یہ نبی دنیا کے آخری ایام میں آئیگا۔ کیا مسلمان کیا ہنود کیا عیسائی کیا یہودی۔ کیا بُدھ مت والے کیا مجوس سب اسی کی انتظار میں لگے ہوئے ہیں۔ پھر یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ بزرگ نبی مشرق میں ظاہر ہوگا۔ حضرت یسعیا علیہ السلام فرماتے ہیں "وہ کس نے اس راست باز کو پورب کی طرف سے برپا کیا؟" یسعیا باب ۴۱ ورس ۲ ۔ حضرت مسیح بھی اپنے عجیب طرز کلام میں مشرق کی طرف اشارہ کرتے ہیں (متی باب ۲۴ - ۲۷ و ۲۸) ہندوؤں کے نزدیک بھی اس اوتار کے آنیکی جگہ ہندوستان ہے جو کہ کلجگ یا بُرے زمانے کے آخر میں آنیوالا

ہے۔ ان تمام پیشین گوئیوں کو اگر غور سے دیکھا جاوے تو صاف ثابت ہوتا ہے کہ وہ تمام ایک ہی موعود کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ وہ آنے والا آگیا۔ اور وہ حضرت احمدؑ قادیانی ہیں۔ اور بس۔ ایک اور تعجب انگیز امر یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ وہ فارسی النسل ہوگا ہوگا۔ حضرت مرزا غلام احمدؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام جن کے وجود باجود میں یہ تمام پیشگویاں پوری ہوتی ہیں فارسی النسل ہی تھے۔ آپ اپنی تمام نشانات کے ساتھ آئے۔ اور اپنے دعوے کو آپ نے بڑی بڑی عظیم الشان پیشگوئیوں سے ثابت کیا۔ آپ نے جو تخم ریزی کی وہ آپ کی زندگی میں ہی بشکل ایک نازک پودے کے نمودار ہوگئی۔ اور وہ پودا دن بدن ترقی پر ہے۔ اور وقت پر وہ تمام دنیا میں پھیل جائیگا انشاء اللہ تعالیٰ۔ آپ نے جو سلسلہ جاری کیا ہے اب وہ بظاہر بشکل ہلال نمودار ہے مگر اپنے وقت پر وہ بدر منیر ہونے والا ہے۔ اسوقت بُرائی کو زوال ہوگا۔ اور دنیا میں پاکیزگی اور تقدس کا بول بالا ہوگا۔

اور حضرت زرتشت فرماتے ہیں کہ وہ میری اولاد میں سے ہوگا یا میرا روحانی بیٹا ہوگا

اب مَیں پارسی مذہب کی طرف پھر رجوع کرتا ہوں۔ پارسی مذہب کے رو سے انسان کی زندگی دو حصوں میں منقسم ہے ایک وہ زندگی جو وہ اس زمین پر گذارتا ہے دوسری زندگی جو بعد الموت شروع ہوتی ہے۔ حیات بعد الموت زمینی زندگی کے اعمال کا نتیجہ ہے۔ انسان کے تمام خیالات۔ کلمات اور افعال ایک کتاب میں لکھے جاتے ہیں۔ نیک الگ اور بُرے الگ۔ نیک کاموں کے سبب بُرے کام زائل ہو جاتے ہیں۔۔۔ کوئی شخص بہشت میں داخل نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ ایک پُل پر سے نہ گذرے جو بہشت کے راستہ میں واقع ہے اگر انسان کے نیک کاموں کی میزان اُس کے بُرے کاموں کی میزان سے زیادہ ہو تو وہ سیدھا بہشت میں چلا جاتا ہے اور اگر بُرے کاموں کا پلڑا بھاری نکلے تو وہ ہمیشہ دوزخ کے عذاب میں رہتا ہے اگر نیک و بد افعال وزن میں یکساں نکلیں تو وہ ایک درمیانی حالت میں رہتا ہے اور اُس کی قسمت کا فیصلہ قیامت کے روز تک ملتوی رہتا ہے۔ زرتشت کی یہ تعلیم اسلام کی تعلیم سے بہت ملتی جُلتی ہے۔ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے

وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا ؕ وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ؕ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ۝ (انبیاء ۴)

اور قیامت کے دن ہم ٹھیک ترازوئیں رکھیں گے پھر کسی شخص پر ذرا بھی ظلم نہ ہوگا اور جو رائی کے دانے کے برابر بھی (کسی کا عمل ہوگا تو ہم اُس کو بھی (تولنے کیلئے) حاضر کریں گے اور ہم حساب کرنے کے لیئے کافی ہیں ؎

پھر خدائے تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِنِ الْحَقُّ ۚ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ ۝ (اعراف - ۱)

اور اُس دن ٹھیک تول ہوگی پھر جن کی تولیں بھاری ہوئیں وہی لوگ مراد پانے والے ہیں اور جن کی تولیں ہلکی ہونگی انہوں نے اپنے تئیں تباہ کیا یہ بدلہ ہے ہماری آیتیں جھٹلانے کا ؎

پھر خدائے تعالیٰ فرماتا ہے فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ۝ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۝ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ۝ (القارعہ)

پھر جس کی تولیں (نیک اعمال کی) بھاری نکلیں گی تو وہ چین سے گذران کرے گا اور جس کے (نیک اعمال کی) تولیں ہلکی نکلیں گی اُس کا ٹھکانہ ہاویہ ہوگا ؎

نیک کاموں کے سبب بُرے کاموں کے مٹ جانے کے بارے میں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ۭ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ۭ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ۝ اور دن کے دونوں سروں (کناروں) پر نماز کو درستی سے ادا کر اور رات کے ٹکڑوں میں کیونکہ نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔ یہ اُن لوگوں کے لیئے نصیحت ہے جو نصیحت مانتے ہیں (ہود - ۱۰) قرآن شریف نے صرف یہی نہیں کہا جیسا کہ زرتشت نے کہا ہے کہ نیکیوں سے بدیاں مٹ جاتی ہیں بلکہ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہا کہ بعض نیکیوں کے سبب پہلی بدیوں کی جگہ بھی نیکیاں ہی لکھی جاتی ہیں۔ چنانچہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ (فرقان - ۶)

یعنی جو سچی توجہ کرتے ہیں اور ایمان لاتے ہیں اور نیک کام کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی برائیوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں سے بدل دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔

حضرت زرتشت علیہ السلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم میں صرف انہی امور میں مشابہت نہیں ہے جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے ان کے علاوہ بھی ایسی باتیں ہیں جنکی تعلیم حضرت زرتشت علیہ السلام نے دی اور انہی باتوں کی تعلیم اُس سے بہتر اور زیادہ خوبصورت اور زیادہ کامل پیرایہ میں اسلام میں دی گئی۔ مگر اس جگہ گنجائش نہیں کہ ان سب امور کا بیان کیا جاوے۔ ان دو نبیوں کی تعلیم کی مشابہت قرآن شریف کی اُن آیات کریمہ کی تصدیق کرتی ہے جن میں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ کوئی ایسی قوم نہیں جن میں کوئی نذیر نہ بھیجا گیا ہو اور یہ کہ کہ نبی فداہ اُمی و ابی کوئی انوکھا رسول نہیں ہے ہاں خاتم النبیین ضرور ہے۔ چنانچہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ ۝ (فاطر-۳) یعنی کوئی ایسی اُمت نہیں جس میں کوئی نذیر نہ آیا ہو۔ پھر فرمایا وَلِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ (یونس-۵) پھر فرمایا اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۝ (رعد-۱) پھر فرمایا قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ (احقاف-۱) یعنی کہ (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) میں کوئی انوکھا رسول نہیں ہوں۔ ایسا ہی خدائے تعالیٰ فرماتا ہے وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ (نساء-۲۳) اور بھیجے ہم نے رسول جن میں سے بعض کا ذکر ہم نے تجھ پر پہلے کر دیا ہے اور بعض کا ذکر تجھ پر نہیں کیا۔

یہ مشابہت اور مماثلت اس بات کا ایک یقینی ثبوت ہے کہ ہر دو نبیوں کی تعلیم ایک ہی سرچشمہ سے نکلی ہے اور وہ سرچشمہ سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں۔ یہ مماثلت صرف حضرت زرتشتؑ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی تعلیموں تک محدود نہیں بلکہ یہ دنیا کے تمام انبیاءؑ کی تعلیم میں پائی جاتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت زرتشتؑ کی تعلیم میں جو مشابہت پائی جاتی ہے وہ صرف عام اصولوں تک ہی محدود نہیں بلکہ یہ چھوٹی چھوٹی فروعات اور تشریحات میں بھی پائی جاتی ہے۔ مثلاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

اور حضرت زرتشتؑ نے نہ صرف یہ تعلیم دی کہ مرنے کے بعد جنّت اور دوزخ ہر دو ہونگے بلکہ ان دونوں کے متعلق جو تشریح کی ہے کہ کس کس قسم کے آرام اور نعماء ملیں گے یا کس کس قسم کی تکلیفیں اور عذاب سہنے پڑیں گے ان میں بھی بڑی مشابہت پائی جاتی ہے جزوی تفصیلوں میں پلصراط کا وجود اور اُس کا بیان اسلامی تعلیم میں اس پُل کے ذکر سے بہت ملتا ہے جو پارسیوں کے عقیدہ کے بموجب جنّت میں داخل ہونے کے لیئے عبور کرنا پڑیگا۔ اس طرح کی گہری مماثلت کا ہونا ہمارے دل میں حضرت زرتشتؑ کے لیئے اعلیٰ درجہ کی محبت پیدا کر دیتا ہے۔ یقیناً آپ خدائے تعالیٰ کے سچے فرستادہ ہیں۔ کیونکہ بہت ہی تھوڑے ایسے نبی ہیں جن کی تعلیم میں حضرت نبی کریم صلعم کی تعلیم سے اس درجہ کی مماثلت پائی جاتی ہے جیسے کہ حضرت زرتشتؑ کی تعلیم میں پائی جاتی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (جیساکہ مَیں کتاب ینابیع الاسلام پر ریویو کرتے ہوئے دکھا چکا ہوں) کوئی ایسا ذریعہ نہ تھا کہ آپ زرتشتی مذہب کی تعلیم کے دقیق در دقیق بیانات کو اخذ کر لیتے بلکہ اس مشابہت کی وجہ یہ ہے کہ ان ہر دو نبیوں کا معلم ایک ہی تھا یعنی اللہ تعالیٰ (ملاحظہ ہو کتاب ینابیع الاسلام پر ریویو)۔

صحابہ کرامؓ نے بھی حضرت زرتشت کی وہی عزّت کی جو آپ کی شان کے مناسب حال تھی یعنی انہوں نے مجوس کو وہی رُتبہ دیا جو نصاریٰ اور یہود کو دیا۔ اور ان سے ویسا ہی سلوک کیا جیسے کہ اور انبیاءؑ کے اتباع سے جائز رکھا۔

پارسیوں میں جو جاہل لوگ ہیں وہ آگ پانی مٹی اور اجرام فلکی مثلاً سورج چاند اور دیگر ستاروں کی پرستش کرتے ہیں۔ لیکن ان میں جو سمجھدار لوگ ہیں وہ ان چیزوں کی اس لیئے عزت کرتے ہیں کہ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ خدائے تعالیٰ کے عطیات میں سے ہیں۔ وہ بڑے شد و مد سے اس امر سے انکار کرتے ہیں کہ وہ آتش پرست ہیں۔

پارسیوں کے وہ بزرگ جو ایران سے ہندوستان آئے اپنے ساتھ وہ اس متبرک آگ سے جو ایران کے آتشکدہ میں ہمیشہ سے جلتی آئی تھی چند انگارے اپنے ساتھ ہندوستان

میں لے آئے اور وہ آگ آجتک بمبئی میں پارسیوں کے آتشکدہ میں جلتی ہے۔ اور ان کا خیال ہے کہ اس آگ کو جلتے ہوئے قریباً تین ہزار سال کے قریب عرصہ گذرتا ہے ٭

پارسیوں میں رسم ہے کہ جب کوئی ان میں سے مرجاتا ہے تو اس کی لاش کو ایک خاص جگہ میں کھلا چھوڑ جاتے ہیں یہاں تک کہ اس کے جسم کو کُتّے اور گدھ اور دوسرے مردار خوار جانور کھا جاتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس رسم کی ابتدا وہ عزت ہے جو وہ عناصر کو دیتے ہیں۔ ان کے عقیدہ کے بموجب جس جسم سے روح نکل جائے وہ پلید اور نجس ہوتا ہے۔ اس لیئے وہ کبھی گوارا نہیں کر سکتے کہ آگ مٹی اور پانی جو اُن کے نزدیک نہائت مقدس عنصر ہیں اس پلید جسم کے ساتھ چھونے سے ناپاک ہو جائیں پس نہ تو وہ اُسے آگ سے جلائیں گے کیونکہ آگ اسطرح پلید ہو جائے گی۔ نہ اُس کو دفن کرینگے تا زمین ناپاک ہو جاوے اور نہ اُسے دریا میں بہا دینگے کیونکہ ایسا کرنے سے پانی نجس ہو جاوے گا۔ اس لیئے انہوں نے یہ تجویز کی کہ اس پلید چیز کو یا تو ہوا کے پرند یا بازاروں کے کُتّے کھا جائیں۔ یہ رسم گھناؤنی اور مکروہ تو ضرور ہے لیکن اس کے گھناؤنا پن اور کراہت کو ان لوگوں نے خاص قسم کے بُرج بنانے سے کچھ کم کر دیا ہے ان برجوں کا نام ٹھوارس آف سائیلنس یعنی مینار خاموشاں ہے۔ مینار خاموشاں وہ جگہ ہوتی ہے جہاں کہ پارسی لوگ اپنے مردہ کو چھوڑ آتے ہیں بمبئی کے مینار خاموشاں اس دلکش شہر میں قابل دید عمارات میں سے ہیں۔ یہ مینار مالا بار پہاڑی پر واقع ہیں جو جزیرہ بمبئی میں سب سے اونچی جگہ ہے پانچ گول مینار ہیں جن کا محیط قریباً دو سو فٹ سے لیکر تین سو فٹ تک ہے۔ اور اونچائی ۳۰ فٹ۔ مینار کا احاطہ دیکھنے کے لیئے اجازت بڑی آسانی سے مل جاتی ہے لیکن کسی شخص کو اجازت نہیں کہ وہ پھلواڑی کے آگے جائے۔ جو کہ دروازہ کے پاس جنازہ پڑھنے کے مقام کے نزدیک ہی ہے۔ یہاں تک کہ قریبی رشتہ دار حق نہیں رکھتے کہ اس سے آگے جائیں۔ اس پھلواڑی سے جنازہ کو آگے پہنچانے کے لیئے چند آدمی مقرر

ہیں جن کا کام ہی یہی ہے۔ اور ان کے ہم مذہب لوگ ان کو نجس سمجھتے ہیں ان سے چھونا ناپاکی خیال کرتے ہیں۔ پس وہ لاش کو اٹھا کر آگے لے جاتے ہیں اور میت کے رشتہ دار وہیں اس باغ کے نزدیک آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ کپڑے ٹانک کر کھڑے ہوجاتے ہیں یہ اس امر کا نشان ہے کہ اس غم میں وہ سب برابر یکساں شامل ہیں۔ میت کے اُٹھانے والے اُسے ایک تختہ پر ڈالکر ایک ڈھلوان راستہ سے ایک لوہے کے دروازہ کی طرف لیجاتے ہیں جو کہ مینار کی دیوار کے وسط میں ہوتا ہے یعنی مینار اُس دروازہ سے اتنا ہی اوپر ہوتا ہے جتنا کہ نیچے۔ میت اُٹھانیوالوں کے سوا اور کسی کو مینار کے اندر داخل ہونے کی اجازت نہیں ہے۔ پارسیوں کا عقیدہ ہے کہ اگر ان شخصوں کے علاوہ کوئی اور آدمی مُردوں یا اُن کی ہڈیوں کو دیکھ پاوے تو وہ ابدی لعنت کے نیچے آجاتا ہے اور دائمی عذاب میں مبتلا ہوجاتا ہے۔ جو نہ صرف اس کی ذات تک محدود ہوتا ہے بلکہ اس کی اولاد بھی اس میں شامل ہوتی ہے۔

مینار کے اندر کی طرف ایک بڑا گول لوہے کا جنگلا لگا ہوا ہوتا ہے جو ایک کوئیں کی طرف ڈھلوان ہوتا ہے جو کہ مینار کی تہ میں ہوتا ہے اور اس جنگلہ میں لاشوں کے رکھنے کے لیئے طاقچوں کی تین قطاریں ہوتی ہیں سب سے اندر کی قطار بچوں کے لیئے درمیانی عورتوں کے لیئے اور بیرونی مَردوں کے لیئے ہے۔ میت اُٹھانے والے میت کو ان طاقچوں میں سے ایک میں رکھ دیتے ہیں اور کفن اُتار لیتے ہیں اور جسم کو بالکل ننگا اور برہنہ حالت میں چھوڑ دیتے ہیں۔ جب وہ ہٹ جاتے ہیں تو گدھ اور دوسرے مردار خوار جانور جو پہلے سے انتظار میں بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں۔ جھپٹے مار کر مینار پر سے اور اردگرد کے درختوں پر سے اُڑ اُڑ کر آتے ہیں۔ ایک گھنٹے سے بھی کم وقت میں بس جسم ایک مشت استخوان رہ جاتا ہے جس پر سے تمام گوشت نوچکر کھا جاتے ہیں۔ وہ ڈھیر کئی دن وہیں پڑا رہتا ہے۔ اس کے بعد میت اُٹھانے والے پھر آتے ہیں اور ہڈیوں کو اُٹھا کر درمیانی کوئیں میں پھینک دیتے ہیں چنانچہ آہستہ آہستہ وہ استخوان بوسیدہ ہوکر مٹی ہوجاتی ہیں۔ اس مینار کی چھت نہیں یعنی اوپر سے بالکل کُھلا ہوتا ہے۔ اور

اس لیئے جب بارش ہوتی ہے تو اس مینار کے اندر بھی پانی برستا ہے۔ بارش کا پاک و مطہر پانی لاشوں اور ہڈیوں سے ملکر پھر گندہ ہوجاتا ہے۔ چونکہ پانی بھی ایک مقدس عنصر ہے اس لیئے اس کا پاک کرنا ضروری ہوتا ہے اس لیئے ایسا انتظام کیا گیا ہے کہ مینار کا تمام پانی بہکر مرکزی کوئیں میں آجاتا ہے اور اس مرکزی مقام سے پھر چاروں طرف نالیاں نکلتی ہیں۔ مینار کی دیواروں کے نیچے ہوکر یہ پانی کئی فٹ گہرے پسے ہوئے کوئلے میں آملتا ہے اور جو غلاظت ہوتی ہے وہ کوئلے کے اندر رہ جاتی ہے اور پانی پاک ہوکر نکل جاتا ہے اس سے آگے جاکر ریت اور کنکر کٹے ہوئے پڑے ہوتے ہیں ان میں باقی کی رہی سہی غلاظت چھوڑکر پانی پھر مصفّا کا مصفّا ہوکر بہ نکلتا ہے۔ اس طرح پانی صاف اور پاکیزہ بنکر یا تو سمندر میں بہکر چلا جاتا ہے یا اردگرد کی زمین کو سیراب کرتا ہے۔ بمبئی کے پانچ میناروں میں سے ایک جی جی بھائی خاندان کے لیئے مخصوص ہے جنہوں نے اُسے بنوایا تھا اور ایک دوسرا مینار ایسے شخصوں کی لاشوں کے لیئے ہے جو خودکشی یا کسی دوسری قسم کی حرام موت سے مریں۔ بعض لوگ تو ان میناروں کو اسلیئے پسند کرتے ہیں کہ ان میں صحت کے امور کے متعلق کافی احتیاط سے کام لیا گیا ہے لیکن اکثر لوگ جنہوں نے بچشم خود ان حالات کو دیکھا ہے وہ بڑی نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ان کے مقابلے میں ہندوؤں کا اپنے مردوں کو چتا پر جلا دینا اتنا بڑا نفرت انگیز معلوم نہیں ہوتا۔ بیرونی طرف سے یہ سفید مینار بہت گھناؤنے معلوم نہیں ہوتے۔ جنازہ پڑھنے کا مقام ایک سیدھا سادہ چبوترہ ہوتا ہے جو چاروں طرف سے کھلا ہوتا ہے اور صرف اوپر چھت پڑی ہوئی ہوتی ہے۔ پاس ہی ایک خوبصورت باغ ہوتا ہے جہاں کہ ہر ایک طرح کے پھول اُگے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور بظاہر یہ نہیں معلوم ہوتا ہے کہ اُن میناروں کے اندر وحشت خیز نظارے واقع ہوتے ہیں۔ لیکن سروں پر مردارخوار پرندوں کے پروں کی پھڑپھڑاہٹ ہروقت اس ہوش ربا سانحہ کی یاد کو تازہ رکھتی ہے۔ مینار کے کناروں پر ہزاروں جانور بیٹھے ہوئے منتظر ہوتے ہیں کہ کب کسی نازپروردہ انسان کی لاش آئے اور کب وہ اسے اپنے پنجوں اور چونچوں سے چیر پھاڑ کر کھا جاویں۔ انکی رنگت

کی سیاہی مینار کی سفیدی پر ایسی معلوم ہوتی ہے جیسا کہ سفید دیوار پر ایک سیاہ حاشیہ لگا ہوا ہوتا ہے۔ ان جسیم بدصورت پرندوں کے جھنڈ کے جھنڈ درختوں پر بیٹھے ہوئے ان میناروں کو ایک آباد بستی کی صورت میں ظاہر کرتے ہیں۔ اور جہانتک نظر کام کرتی ہے وہ چکر لگاتے اور ادھر اُدھر منڈلاتے دکھائی دیتے ہیں۔ جب یہ پرند میت والوں کی قطار کو سڑک پر آہستہ آہستہ چڑھتے دیکھتے ہیں تو پھر وہ نزدیک نزدیک چکر لگانے شروع کر دیتے ہیں۔ اور جب وہ قطار مینار کے احاطہ کے اندر آجاتی ہے تو یہ حریص قوم سب جمع ہو جاتی ہے۔ جونہی میت اُٹھانے والوں نے لاش کو رکھا اور کفن کو سرکایا۔ بس زور سے آپڑتے ہیں اور بہت جلد چیرنے پھاڑنے کا کام شروع ہو جاتا ہے۔ صریحاً یہ نظارہ بڑا ہی نفرت انگیز اور مکروہ ہے مگر یہ نفرت اور کراہت اور بھی بڑھ جاتی ہے جبکہ ہم شہر میں سے گذرتے ہیں اور جگہ بجگہ کسی مشہور پارسی کا سنگ مرمر کا مجسمہ دیکھتے ہیں جس کے جسم کو یہی گدھ کھا چکے ہوتے ہیں۔ اور پھر جبکہ ہم کسی بڑی امیر اور تعلیمیافتہ پارسی کو جو سرکاری خطاب بھی اپنے نام کے ساتھ رکھتا ہے کسی بنک گھر کے مالک اور تجارت کے آقا ہونے کی حیثیت میں دیکھتے ہیں اور پھر خیال کرتے ہیں کہ آخر اس کے جسم کو بھی پرند کھا جائیں گے تو اس وقت کی نفرت جو انسان کے دل میں پیدا ہوتی اندازہ سے باہر ہے ۔

قبر کے اندر جو حالت لاش کی ہوتی ہے اور جو جو نقصان کیڑا لاش کو پہنچاتا ہے اسکو شعراء نے بڑے غم اور اندوہ کے لہجوں میں بیان کیا ہے۔ لیکن زمانہ اور رسم نے ان خوفناک تصویروں کا ڈراونا پن دور کر دیا ہے۔ ہم کیڑے کو کم سے کم اپنی نظروں کے سامنے لاش کھاتے ہوئے نہیں دیکھتے۔ لیکن یہاں تو گدھ دن دہاڑے اپنی شکار پر جھپٹے مار کرتے ہیں اور ہر روز یہ نظارہ تازہ بتازہ ہماری آنکھوں کے سامنے رہتا ہے خیر کسی کی رائے ان میناروں کے متعلق اور جو کچھ ان کے اندر ہوتا ہے کچھ ہی نہ ہو۔ اور ان کالے پروں والے تیز چونچوں والے دربانوں اور میناروں کے ہمسایوں اور آباد کرنے والوں کے متعلق اسکے کیسے ہی برخیالات کیوں نہ ہوں۔ اس میں شک نہیں۔ کہ

یہ جگہیں ایسی ہیں کہ اگر ایک دفعہ انسان انکو دیکھ لے تو پھر ان کی یاد کبھی فراموش نہیں ہو سکتی ؏

نوٹ اور رائیں

Digitized by Khilafat Library

مسیحی واعظ انجیل پر عمل کرنے سے عاجز ہیں

ساری دنیا جانتی ہے کہ یسوع مسیح کی تعلیم بہت حد تک عمل کی حد سے باہر ہے! یوں کہو کہ بالکل عمل کے قابل نہیں۔ ان کی بہت سی باتیں جو موجودہ اناجیل میں درج ہیں ایسی ہیں کہ انپر کبھی عملدرآمد نہیں ہوا اور نہ آیندہ ہوگا۔ کیونکہ اگر انپر عمل کیا جائے تو اس سے انتظام دنیا درہم برہم ہوتا ہے۔ اس قسم کی تعلیم کی مشہور مثال آپکا یہ قول ہے۔ "پر مَیں تمھیں کہتا ہوں کہ ظالم کا مقابلہ نہ کرنا بلکہ جو تیرے داہنے گال پر طمانچہ مارے دوسرا بھی اُس کی طرف پھیر دے" (متی ۶-۵: ۳۹) کیا دنیا ایک لحظہ کے لیئے بھی امن میں رہ سکتی ہے اگر وہ اس تعلیم پر عمل کرے۔ مسیحی واعظ بھی اس نقص کو سمجھتے ہیں اسلیئے اس کو چھپانے کے لیئے وہ نہایت رکیک تحویلات سے کام لینا چاہتے ہیں اور ان الفاظ کے وہ معنے کرنا چاہتے ہیں جن کے یہ الفاظ متحمل نہیں اس لیئے ان کی کوششیں محض بے سود ثابت ہوئی ہیں۔ انجیل کا ایک مفسر لکھتا ہے "کہ خداوند (یعنی یسوع) کا مدعا یہ ہے کہ مسیحی کو چاہیئے کہ ذاتی طور پر بدلہ نہ لے بلکہ اس کو حوالہ بخدا کرے وہ خود بدلہ لیگا یا حاکم وقت پر چھوڑ دے کیونکہ وہ بھی خدا کا نائب ہوتا ہے۔ اس لیئے عدالت میں چارہ جوئی کرکے دادخواہی کرنی چاہیئے*" اگر اس امر کو تسلیم بھی کر لیا جاوے تو ماننا پڑے گا کہ یسوع مسیح نے (نعوذ باللہ) دھوکا دہی اور بے رحمی کی تعلیم دی ہے کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی ایک گال پر طمانچہ مارے تو دوسری بھی پھیر دو۔ اور ایسا ہی اگر تمھارا کوئی کرتا لے تو چغہ بھی

* دیکھو تفسیر بائبل مصنفہ مے تھیو پول۔ جلد ۳ صفحہ ۲۵۔

اُتار دو۔ اب اگر مسیحیوں کی تحویل درست ہے تو اس کے معنے یہ ہوئے کہ یسوع مسیح چاہتے ہیں کہ مجرموں کو اوّل اقدام و ارتکاب جرائم میں ترغیب دینی چاہیئے پھر ان کے برخلاف عدالت میں نالش کرکے انکو سخت سزا دلوانی چاہیئے۔ خود ہی اغوا کریں اور پھر خود ہی چارہ جوئی کریں کیا انصاف ہے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ دوسری گال کا پھیرنا کوئی نیک نیتی سے نہیں بلکہ ایک طرح کا دھوکا ہے کہ کسی طرح مجرم کو پہلے کی نسبت سنگین سزا ملے۔ یہ رحم کے بالکل خلاف ہے بلکہ سخت بے رحمی اور ظلم ہے اور انجیل مروّجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نرمی اور حلم کی تعلیم نہیں دی بلکہ برخلاف اس کے ایک بڑی کمینہ حرکت کی تعلیم دی ہے تا کہ کسی طرح دشمن اپنے جرم کے ارتکاب میں آگے آگے قدم بڑھاتا چلا جائے اور آخر نہایت سخت سزا کا مستوجب ہو اگر اس تعلیم کا مقابلہ قرآنی تعلیم سے کیا جاوے تو زمین و آسمان کا فرق نظر آئیگا۔ قرآن شریف فرماتا ہے جزاءُ سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ مِّثْلُھَا فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ یعنی بدی کی سزا اُس بدی کے مناسب حال ہے لیکن اگر کوئی معاف کر دے بشرطیکہ اس معاف کرنے سے اس بدی کرنے والے کی اصلاح ہو جائے تو ایسے شخص کا اجر اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

یسوع مسیح کی تعلیم ایسی ناقص ثابت ہوئی ہے کہ خود پادری صاحبان بھی اسپر عمل کرنے سے عاجز ہیں۔ یسوع مسیح مشنریوں کو چند ہدایات دیتا ہے مگر مشنریوں کا اُنپر عملدرآمد کرنے سے عاجز رہنا اس بات کا کافی ثبوت ہے کہ وہ ناقابل عمل ہیں۔ جب یسوع مسیح نے اپنے بارہ شاگردوں کو بنی اسرائیل کے قبائل میں وعظ کرنے کے لیئے بھیجا تو انہوں نے ان کو حکم دیا۔ ”نہ سونا نہ روپا نہ تانبا اپنی کمر میں رکھو۔ راستہ کے لیئے نہ جھولی نہ دو کُرتے نہ جوتیاں نہ لاٹھی لو“ (متی ۱۰ ورس ۹ و ۱۰) اور جگہ یسوع مسیح کہتے ہیں ”اپنی زندگی کے لیئے فکر نہ کرو کہ ہم کیا کھائیں گے اور کیا پہنیں گے۔ نہ اپنے بدن کے لیئے کہ کیا پہنیں گے“ (متی باب ۶ ورس ۲۵) پھر وہ کہتے ہیں ”دو کل کی فکر مت کرو کیونکہ کل اپنی چیزوں کی آپ ہی فکر کرے گا“ (متی باب ۶ ورس ۳۴)

کیا کوئی پادری کہہ سکتا ہے کہ آجکل ان احکام پر عمل ہو سکتا ہے یا کبھی انپر عملدرآمد ہوا ہے؟ کیا وہ خود ان احکام پر عمل کر رہے ہیں؟ کیا وہ یسوع مسیح کے اس قول پر عمل کرتے ہیں کہ "نہ روپا نہ تانبا اپنی کمر میں رکھو اور راستہ کے لیئے نہ جھولی نہ دو کُرتے نہ جوتیاں نہ لاٹھی لو"

ایک صاحب مسٹر بیری نام جنہوں نے چار سال چین اور جاپان اور جنوبی امریکہ میں سفر کیا ہے ایک امریکہ کے اخبار میں بیان کرتے ہیں۔ "آجکل کے اکثر پادری بالکل مختلف قسم کے لوگ ہیں۔ مَیں شنید سے نہیں کہتا۔ بلکہ چشم دید بیان کرتا ہوں۔ مَینے بہت سے ایسے ممالک دیکھے ہیں جہاں کا مذہب مسیحیت نہیں۔ مہینوں پادریوں کو وعظ کرتے دیکھا ہے۔ مَینے انکو اِدھر اُدھر آتے جاتے خوب غور سے دیکھا ہے۔ مَیں کئی ایک مسیحی جلسوں میں شریک ہوا ہوں۔ ان جلسوں میں اور ان کے باہر ان مشنریوں کو اسی دُھن مشغول دیکھا ہے کہ کسی طرح انکی تنخواہوں میں ترقی ہو"

تعجب ہے کہ یہ لوگ دکھاوے کے لیئے تو یسوع مسیح کی انجیل کا وعظ کرتے ہیں۔ لیکن خود اسکی تعلیم کے خلاف کرتے ہیں۔ اس کی اور کوئی وجہ بظاہر نظر نہیں آتی کہ یسوع مسیح کی تعلیم ہی ناقص اور ناقابل عمل ہے۔

رپورٹ ماہوار صدر انجمن احمدیہ قادیان

بابت ماہ مارچ ۱۹۱۲ء

۱- صیغہ یتامےٰ

گذشتہ ماہ کی رپورٹ کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح کی طرف سے یتامیٰ کے لیئے روپیہ بھیجنے کے واسطے اشتہار شایع ہوا تھا۔ جسکی وجہ سے اس ماہ میں [illegible] آمد بمقابلہ [illegible] آمد ماہ گذشتہ ہوئی۔ یعنی تین سو روپے سے زائد آمد بہ نسبت ماہ گذشتہ ہوئی۔ اور خرچ ماہ مارچ [illegible] اور ماہ فروری [illegible] ہوا۔ یکم اپریل کو اس صیغہ کے ذمہ قریباً سوا پانچ سو روپیہ

قرضہ رہ گیا ہے۔ آمد کی اگر یہی رفتار رہی جیسے کہ اس ماہ رہی ہے تو عنقریب انشاء اللہ قرضہ اُتر کر اس فنڈ میں روپیہ ہو جاوے گا۔ حضرت خلیفۃ المسیحؑ نے اس ماہ ایک سو آٹھ روپیہ خاص اپنی جیب سے مد یتامیٰ میں مرحمت فرمایا۔ اور آپ کے ارشاد کی تعمیل میں جماعت پشاور نے سیؔ ۔ جماعت وزیر آباد نے ۲ ۔ میاں زین الدین صاحب انجینیر بمبئی نے اپنے بیٹے کی شادی کی تقریب پر مبلغ یکصد روپیہ اس مد میں چودھری عبد اللہ خاں صاحب ساکن بھلول پور نے چھ روپے۔ سید ناصر شاہ صاحب نے [illegible] ۔ مولوی عمر الدین صاحب مدرس ساکن صریح ضلع جالندھر نے پانچ روپے۔ جماعت غوث گڈھ نے دس روپے عطا فرمائے۔ دیگر متفرق طور پر تھوڑی تھوڑی رقم آئیں۔ ایک لڑکا یتامیٰ سے خارج ہوا کئی ایک درخواستیں یتامیٰ کی گنجائش ہونے تک رُکی پڑی ہیں :

۲۔ صیغہ زکوٰۃ

اس ماہ میں آمد صرف پانچ روپے اور خرچ ماہ ۱۹۱ روپے یعنی خرچ آمد سے ماہ زائد ہوا ہے۔ اور آمد ماہ فروری ہے اور خرچ ماہ تھا۔ مجھے افسوس سے یہ لکھنا پڑا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیحؑ کے ارشاد پر جہاں احباب نے مد یتامیٰ میں روپیہ بھیجا وہاں دوسری طرف اس مد میں بالکل نہیں بھیجا۔ اور یہ پانچ روپے کی رقم بھی صرف جماعت بمبئی نے ہی بھیجی ہے اور کسی صاحب نے اس ماہ زکوٰۃ کلپیسہ تک نہیں بھیجا۔ خاص تحریکوں کا یہ مطلب نہیں ہونا چاہیے کہ ایک طرف سے توجہ ہٹا کر دوسری طرف کر لی جاوے۔ بلکہ صرف اسی صورت میں فائدہ پُہنچتا ہے کہ معمولی چندوں کے علاوہ خاص تحریک کے ماتحت یکمشت یا ماہواری رقوم خاص طور پر ہی آویں۔ ورنہ اس صورت میں کہ ایک سے بند کر کے دوسری مد میں رقم بھیجدی چنداں مفید نہیں ہوتا۔ اس ماہ چار روپے ماہوار کے وظائف کی ایزادی ہوئی اور ترانوے روپے کا بلیوں وغیرہ کے سفر خرچ اور مساکین کی امداد پر خرچ ہوئے۔

۳۔ صیغہ مساکین

ماہ حال میں اس مد کی آمد ۶۔۱۰۔۱۷۵ اور خرچ ۹۔۱۱۔۱۴۶ بمقابلہ آمد اور خرچ گذشتہ ماہ ہوا۔ ماہواری وظائف میں کوئی کمی بیشی نہیں ہوئی۔ صرف

اتنا لکھنا ضروری ہے کہ اس صیغہ کے اخراجات آمد سے زیادہ ہیں اور احباب کی توجہ کا محتاج ہے ؛

۴- صیغہ اشاعت اِسلام

اس صیغہ کی آمد ۶-۵-۱۳۴۵ اور خرچ ۶-۸-۸۱۵ بمقابلہ آمد ۳-۱۰-۲۵۰۷ اور خرچ ۰-۱۲-۳-۹۴۳ ماہ گذشتہ ہوا- ۳۱- مارچ سنہ ۱۹۱۲ع کو خریداران رسالہ کی تعداد حسب ذیل تھی- ریویو انگریزی ۳۲۳- اُردو ۱۰۲۹ تفسیر القرآن ۳۱۳- یعنی گذشتہ ماہ سے ریویو انگریزی کے خریدار ۷ اُردو کے ۱۴ زیادہ ہوئے اور تفسیر کے ۱۷ کم ہوئے- قیمت پیشگی وصول کرنے والی تجویز پر عملدر آمد کرنے کی وجہ سے بہت سے لوگوں کے نام پیشگی قیمت ادا نہ کرنے کی وجہ سے رسالہ بند ہوا-

مندرجہ ذیل جماعتوں نے حسب ذیل تعداد میں جدید خریدار پیدا کیئے- جماعت لاہور ۲۵- فیروز پور ۴- کنجاہ ۳- سرگودہ ۸- رنمل ضلع گجرات ۱۱- بابو اختر علی صاحب ۴- دہلی ۳- الٰہ آباد ۳- لالہ موسیٰ ۲- مالاکند ۲- سامانہ ۲- تلونڈی جھنگلاں ۲-

بابو اختر علی صاحب و حکیم محمد حسین صاحب قریشی ساکن لاہور کو دینی کاموں میں حصہ لینے کا خاص جوش ہے- جزاہم اللہ احسن الجزا- علی الخصوص قریشی صاحب اشاعت کے کام میں بڑی معروف

کتاب اصول اسلام یعنی ایڈیٹر ریویو کا وہ لیکچر جو جلسہ مذاہب الہ آباد پر پڑھا گیا تھا- اس کے فرانسیسی اور جاپانی زبان میں چھپوانے کے لیئے ہمارے ایک معزز دوست جو سلسلہ اشاعت میں ہمیشہ خاص دلچسپی لیتے اور اس کے لیئے بڑی بڑی رقوم عطا فرماتے رہتے ہیں- اور جنہوں نے ایک ہزار روپیہ کتاب "ٹیچنگز آف اسلام" کے لیئے بھی دیا تھا- دیر سے تحریک کر رہے ہیں- جاپانی میں ترجمہ وغیرہ کے اخراجات کو غالباً وہ خود ہی دینگے- مگر فرانسیسی میں جس کا تخمینہ خرچ ۳۱۵ روپے ہے- وہ ایک سو روپے کی مدد دینے کو تیار ہیں- اگر ہمارے احباب میں سے دو چار صاحب ہمت اور وسعت والے بقیہ رقم کو پورا کر دیں- تو اس کا انتظام کر دیا جاوے- جس قبولیت کی نگاہ سے یہ چھوٹا سا رسالہ دیکھا گیا ہے- اس سے امید پڑتی ہے- کہ فرانسیسی اور

جاپانی زبانوں میں ترجمہ بہت مفید ثابت ہوگا۔

۵۔ صیغہ مدرسہ احمدیہ

آمد مدرسہ احمدیہ ماہ مارچ ۰ - ۱۴ - ۳۱۵ اور خرچ ۹ - ۰ - ۲۷۰ ہوا۔ بورڈنگ مدرسہ احمدیہ کی آمد ۹ - ۱۵ - ۲۹۲ اور خرچ ۹ - ۷ - ۲۹۳ ہوا۔ اس مدرسہ کے سالانہ امتحان ۳۱ - مارچ سنہ ۱۹۱۲ء کو ختم ہوئے اور ۱۷- اپریل تک مدرسہ بند ہے۔ اس کے بعد پڑھائی شروع ہونے والی ہے۔ احباب کو شروع سال میں لڑکے بھیجنے کی طرف توجہ ہونی چاہیئے ورنہ سال کے درمیان آنے سے طلبار کی تعلیم میں ہرج واقع ہوتا ہے۔ مدرسہ احمدیہ میں اول اور دوم رہنے والے طلبار کو وظائف ملا کرتے تھے جو وظائف مقابلہ کہلاتے تھے مگر چونکہ یہ مفید ثابت نہ ہوئے اس لیئے آئندہ کے لیئے اس مد کو بند کر کے اس کی بجائے انعامات رکھے گئے ہیں۔ اور اس کے مطابق اس سال سالانہ امتحان میں اول دوئم اور قرآن مجید و حدیث میں اول رہنے والے طلبار کو انعام ملا ہے۔ بہت سی کتب شیخ یعقوب علی صاحب نے اور کچھ شیخ عبدالرحمن صاحب نے طلبار کو انعام میں دیں میرزا محمود احمد صاحب افسر مدرسہ احمدیہ نے تقسیم انعامات سے پہلے لطیف تقریر فرمائی جو کسی اخبار میں غالباً درج ہو گی۔

۶۔ صیغہ تعلیم

ہائی سکول سے رپورٹ نہ آنے کی وجہ سے گذشتہ ماہ کی رپورٹ درج رسالہ نہ ہو سکی تھی اب اس ماہ کی درج کی جاتی ہے۔

صیغہ تعلیم کی کل آمد بابت ماہ رواں ۹ - ۴ - ۸۶۱ اور خرچ ۳ - ۲ - ۱۰۵۵ یعنی خرچ آمد سے دو سو روپیہ کے قریب زیادہ ہے۔ اس میں صرف پونے چار سو کے قریب بذریعہ چندہ آمد ہوئی باقی فیسوں کا روپیہ ہے۔ اسوقت سات طلبار کو سرکاری وظیفہ ملتا ہے۔ تعداد طلبار ہائی سکول سوا تین سو ہے۔ اور بورڈران ایک سو اکاون ہے۔ ایک گرلز سکول اور دو باہر دیہات میں شاخیں ہیں جہاں اپر پرائمری تک تعلیم دی جاتی ہے۔ سالانہ امتحان مارچ میں ختم ہو کر ۱۵- اپریل تک سکول بند ہے۔ ۱۶- کو کھلیگا۔ جو احباب اپنے بچے بھیجنے چاہیں

وہ شروع سال ہیں بھیجدیں۔ کیونکہ اس سے تعلیمی حرج نہیں ہوتا ؛

۷۔ صیغہ مقبرہ بہشتی

اس صیغہ کی کُل آمد ۱۱۱ عہ ۳ اور خرچ دوسو آٹھ روپیہ بمقابلہ ۳-۱۲-۲۸۴ آمد اور ۰-۱۲-۲۱۷ خرچ ماہ گذشتہ ہوا۔ آمد میں لعہ ۸ شیخ عطاء اللہ صاحب ریلوے گارڈ ملکوال نے جنھوں نے وصیت کی ہے اپنی نعش یہاں لانے کا خرچ اپنی زندگی میں داخل خزانہ کرایا ہے۔ اس ماہ صرف نو وصایا آئی ہیں۔ اسکے متعلق احباب اگر اپنی اپنی جگہ کوشش کریں تو اس کام میں ترقی ہوسکتی ہے۔ خصوصاً جمعوں میں حضرت مسیح موعودؑ کا اشتہار پڑھ کر سنانا چاہیئے۔ اور متمول احباب وصیت کرکے دوسروں کے لیئے نمونہ بنیں ؛

۸۔ صیغہ جائداد

تکمیل عمارت بورڈنگ ہوس کا کام جاری ہے۔ عمارت ہائی سکول کے لیئے بحاضری احباب ذیل حضرت خلیفۃ المسیحؑ کے مشورہ و ارشاد کے مطابق جبکہ آپ موقع پر تشریف لے گئے تھے قرار پایا کہ نواب صاحب کی کوٹھی کے سامنے مسجد نور کے متصل عمارت مدرسہ کھڑی کی جاوے۔ اور عنقریب بنیادیں رکھی جاویں گی۔ صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب۔ شیخ رحمت اللہ صاحب۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب۔ خواجہ کمال الدین صاحب۔ مولوی شیر علی صاحب۔ خانصاحب محمد علی خانصاحب۔ مفتی محمد صادق صاحب۔ مولوی صدر الدین صاحب و راقم۔ اس عمارت کے لیئے ایک لاکھ روپے کا تخمینہ خرچ منظور ہوا ہے۔ اس میں سے پچاس ہزار کے لیئے گورنمنٹ سے امداد کی درخواست کی تھی۔ جس میں سے خدا کا شکر ہے کہ بالفعل تیس ہزار گورنمنٹ نے منظور کرلیا ہے اور امید ہے کہ بقیہ رقم بھی منظور ہو جاویگی۔ اسکے لیئے میں گورنمنٹ کا اور ڈائرکٹر صاحب بہادر سررشتہ تعلیم کا تمام احمدی جماعت کی طرف سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جو ہمیشہ احمدی قوم کو شکر گذاری کا موقع دیتے رہتے ہیں۔ قریباً چھ ہزار کی رقم اور عمارت بورڈنگ ہوس کی تکمیل کے لیئے منظور کی ہے۔ ان اخراجات کثیر کو پورا کرنے کے لیئے احمدی قوم کو بھی دل کھول کر روپیہ بھیجنے کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ اس کے لیئے عنقریب

دفعہ باہر نکلنے والا ہے۔ کیونکہ یہ تیس ہزار بموجب قاعدہ مل نہیں سکتا جب تک ساڑھے ہزار روپے کا خرچ عمارت مدرسہ پر نہ دکھایا جاوے سو اول یہ ضروری ہے کہ چندوں کے ذریعہ روپیہ وصول کر کے بہت جلد عمارت پر خرچ کیا جاوے۔

۹۔ صیغہ بیت المال

گذشتہ ماہ سے آمد و رفت مہمانان زیادہ رہی۔ کچھ کابلی اپنے وطن کو واپس ہوئے اور ڈاکٹر ہیرامل صاحب ولایت سے اور ایک ارمنی صاحب بغداد سے یہاں آئے۔ آمد اس صیغہ کی ۱۱۰۶-۲-۹ اور خرچ ۲۸۳۷-۱۱-۱۱ ہوا جو اڑھائی گنا سے بھی زیادہ ہے۔

۱۰۔ صیغہ متفرقات

شفاخانہ۔ آمد شفاخانہ ۴۰-۱۵-۰ اور خرچ ۹۶-۱۲-۳ ہوا ہے۔ اس ماہ میں ۱۱۹۰ مریض علاج کے لیئے آئے۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب اسسٹنٹ سرجن جو دو ماہ کی رخصت پر تشریف لائے ہوئے تھے۔ انہوں نے محض ہمدردی سے ان ایام میں مندرجہ ذیل اپریشن کیئے۔ جزاہم اللہ خیرا۔ بہت لوگوں کو انسے فائدہ پہنچا اور وہ ڈاکٹر صاحب کے مشکور ہیں۔ اللہ نے انکو مخلوقات سے ہمدردی و شفقت کرنے کے لیئے خاص دل عطا فرمایا ہے اور بڑی شوق سے اپریشن کرتے ہیں۔

کیٹرکٹ کیس یعنی موتیا بند ۳۰۔ ناخونہ ۸۔ پڑبال ۱۰۔ خنازیر یک مختلف امراض چشم ۴۰ اپریشن کیئے۔

دفتر سکرٹری۔ مبلغ پندرہ سو پچپن روپیہ پونے تیرہ آنہ چندہ مسلم یونیورسٹی ارسال کیا گیا یعنی ایک ہزار روپیہ حضرت خلیفۃ المسیح کی طرف سے صدر انجمن احمدیہ نے اور پانسو روپیہ شیخ محمد حسین صاحب سب جج میرٹھ کا ارسال کردہ بھیجا گیا۔ میاں محمد حسن کو ضلع گورداسپور میں فراہمی غلہ و چندہ وغیرہ کے لیئے مقرر کیا گیا ہے۔ ضلع گورداسپور میں جہاں وہ جاویں احمدی احباب کو انکی اس کام میں ہر طرح سے مدد کرنی چاہیئے۔

دفتر محاسب۔ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سب صیغوں کی کل آمد ۵۵۰۰-۷-۹ اور خرچ ۸۵۹۶-۵-۸ ہوا۔ جناب حافظ نور احمد صاحب ساکن لکوہہ ملک برار نے مبلغ پچاس روپے یکمشت مدد بھیجی۔

محمد علی سکرٹری صدر انجمن احمدیہ

گوشوارہ جمع خرچ خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بابت ماہ مارچ سنہ ۱۹۱۲ء

تعلیم

فیس مدرسہ	فیس بورڈنگ	چندہ مدرسہ	عید فنڈ	اراضیات دار العلوم	متفرق	میزان	بقایا	کل	ہائی سکول	بورڈنگ	شاخ تلونڈی	شاخ فیض اللہ چک	گرلز سکول	اراضیات	متفرق	میزان	باقی
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

مساکین

آمد	بقایا	کل	خرچ	باقی
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

اشاعت اسلام

اعانت	انگریزی	اردو	تفسیر	فروخت کتب	متفرق	میزان	بقایا	کل	مفت اشاعت	عملہ	انگریزی	اردو	متفرق اخراجات معمولی	متفرق غیر معمولی	میزان	باقی
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

یتامیٰ

آمد	خرچ	فاضل گذشتہ	فاضل
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

متفرقات

متفرق	چندہ المیلاد	فیس الملازمین	فیس بورڈران احمدیہ	میزان	بقایا	کل	دفتر سکرٹری	دفتر محاسب	دفتر ناظر	شفاخانہ	اخراجات اتفاقیہ	میزان	فاضل
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

بیت المال

لنگر	جلسہ	میزان	بقایا	کل	لنگر دیگر مدات	اخراجات جلسہ	میزان	فاضل
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

مقبرہ بہشتی

حصہ آمد	وصایا	شرط اول	باغیچہ	متفرق	میزان	بقایا	کل	دفتر مقبرہ	مساجد	تبلیغ	الاؤنس	باغیچہ مقبرہ	انتظام جائداد	میزان	باقی
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

زکوٰۃ

آمد	بقایا	کل	خرچ	باقی
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

چندہ تعمیر	سٹور	مستریخانہ	فروخت جائداد	میزان	تعمیر مستقل	تعمیر غیر مستقل	سٹور	مستریخانہ	میزان	فاضل گزشتہ	کل میزان مع فاضل	فاضل
۰/۱۵	۰۳/	۱۱/	۱۰/	۰۸/	۱۲/۰	۰۵/	۱۱/	۳/	۰/۱۵	۴/۴پ	۱۵/۱۰پ	۷/۴/۴پ

جائداد

امانت: آمد	امانت: بقایا	امانت: کل	امانت: خرچ	امانت: باقی	مستقل فنڈ: آمد	مستقل فنڈ: بقایا	مستقل فنڈ: کل
[illegible]	۱۲/۰	۱۲/۰	.	۱۲/۰	[illegible]	۱۰/۶پ	۰/۱۰

مدرسہ احمدیہ

چندہ مدرسہ	وظائف	فیس بورڈنگ	میزان	مدرسہ احمدیہ	بورڈنگ	وظائف	متفرق	فاضل گزشتہ	میزان	فاضل
۱۴/	[illegible]	[illegible]	۱۴/	۱۱/	۱۰/	[illegible]	۱۳/۰	۴/۷پ	۱۴/۱۰پ	۲/پ

بورڈنگ ہائی: آمد	بورڈنگ ہائی: خرچ	بورڈنگ ہائی: فاضل گزشتہ	بورڈنگ ہائی: باقی	بورڈنگ احمدیہ: آمد	بورڈنگ احمدیہ: بقایا	بورڈنگ احمدیہ: کل	بورڈنگ احمدیہ: خرچ	بورڈنگ احمدیہ: باقی
۱۳/	۴/۰	۰/۱۵	۰۸/	۰/۱۵	۶/	۰/۵	۳/	۰۲/

بقایا صیغجات ۳۱ - مارچ سنہ ۱۹۱۲ء

تعلیم	[illegible] ۱۰/	تفصیل فاضل	
اشاعت	[illegible] ۴/	متفرقات	[illegible] ۳/۷پ
مقبرہ	[illegible] ۱۳/۷پ	جائداد	[illegible] ۷/۴پ
مستقل فنڈ	[illegible] ۱۰/۶پ	یتامیٰ	[illegible] ۱۳/
مساکین	[illegible] ۲/۱پ	بیت المال	[illegible] ۱۳/۴پ
زکوٰۃ	[illegible] ۲/	مدرسہ احمدیہ	[illegible] ۱۰/پ
امانت	[illegible] ۱۲/۰		[illegible] ۶/۱پ
بورڈنگ ہائی	[illegible] ۸/	تفصیل پیشگی	
بورڈنگ احمدیہ	[illegible] ۰۲/	جائداد	[illegible] ۶/
میزان	[illegible] ۱۵/۱۱پ	تعلیم	[illegible]
منہا کردہ فاضل	[illegible] ۶/۱پ	مدرسہ احمدیہ	[illegible]
باقی	[illegible] ۹/۱۰پ	متفرقات	[illegible]
پیشگی	[illegible] ۱۳/	مقبرہ	[illegible]
امین	[illegible] ۱۱/۱۰پ	بیت المال	[illegible]
		اشاعت	[illegible] ۸/
			[illegible] ۱۴/

محمد الدین
قائم مقام ناظر

خلیفہ رشید الدین
محاسب

نوٹس

"چونکہ بعض احباب۔ اپنے بچوں کا خرچ یا مدات صدر انجمن احمدیہ قادیان کا روپیہ بھی کبھی میرے نام کبھی ہیڈ ماسٹر مدرسہ یا سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ ہوس کے نام بھیجدیتے ہیں جس میں سوائے کام بڑھنے کے اور کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ اس لیئے التماس ہے۔ کہ اپنے اپنے گاؤں یا انجمن کے تمام احمدی احباب کو جمع کرکے تاکید کردیں۔ کہ ہر قسم کا روپیہ بنام محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان آنا چاہیئے اور اگر کسی قسم کی اطلاع دفتر سکرٹری میں کرنی ضروری ہو تو بذریعہ کارڈ کردیجاوے"۔

اعلان "گذشتہ سال کی طرح صدر انجمن احمدیہ قادیان نے میاں محمد حسن صاحب کو ضلع گورداسپور میں فراہمی غلہ۔ چندہ اور بھوسہ کے لیئے مقرر کیا ہے۔ جو اس کام کو سرانجام دینے کے لیئے مختلف مقامات پر جاویں گے۔ اس لیئے جہاں وہ جاویں وہاں کے احمدی احباب کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ ہر طرح سے اُنکے کام میں مدد دیکر ثواب حاصل کریں۔ اور ممنون فرماویں"۔

(محمد علی سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان)

ریویو

نعم التعویذ العالی ۔ یہ رسالہ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف نصیحۃ التلمیذ کا اُردو ترجمہ ہے جو جناب مولوی محمد الدین صاحب بی۔ اے چیف جج عدالت عالیہ ریاست بہاولپور نے تیار کرکے شائع کیا ہے مضمون کی خوبی کے لیئے امام علیہ الرحمۃ کا نام ہی کافی سند ہے۔ کتاب نصیحۃ التلمیذ جس کا یہ ترجمہ ہے امام غزالی علیہ الرحمۃ نے ایک نافع التحصیل شاگرد کے چند سوالات کے جواب میں لکھی ہے۔ اسمیں بہت سے مفید روحانی مضامین پر مختصراً بحث کی گئی ہے۔ مثلاً علم و عمل۔ عبادت۔ کیفیات قلب۔ توبہ۔ متابعت شریعت۔ توکل۔ اخلاص وغیرہ کی حقیقت۔ الغرض روحانیت پر ایک لطیف مضمون ہے اس زمانہ میں جبکہ دنیا مادی ترقی کی طرف جھکی ہوئی ہے اس رسالہ کا پڑھنا بہت مفید ہے۔ ترجمہ نہایت قابلیت کے ساتھ عام لوگوں کے فائدہ کیلیئے سلیس اُردو میں کیا گیا ہے خدائے تعالیٰ مترجم کو جزائے خیر دے آمین۔

فتوح الرحمٰن یہ رسالہ پانچ مختلف قصائد عربی کا مجموعہ ہے جو مولوی احمد ابن علی مالاباری کی ...... تصنیف ہیں جو انہوں نے قادیان میں آکر اور سلسلہ احمدیہ کے حالات کو بچشم خود دیکھکر لکھے اور فائدہ عام کے لیئے شائع کیئے۔ اس رسالہ کی غرض تبلیغ ہے قصائد پر عام لوگوں کی آسانی کے لیئے اعراب دیدیئے گئے ہیں اور لکھائی بہت صاف۔ خوشخط اور جلی ہے۔ قیمت ۱؎ ملنے کا پتہ فخر الدین صاحب مالاباری مقیم قادیان یا دفتر بدر قادیان۔

رجسٹرڈ ل ۵۰۵۳

Digitized by Khilafat Library

ٹیچنگز آف اسلام

یعنی انگریزی ترجمہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعودؑ کے اس عظیم الشان لیکچر کا جو ۱۸۹۶ء کے جلسہ مہوتسو میں چار پانچ ہزار کے مجمع میں پڑھا گیا اور نہایت ہی دلچسپی اور قبولیت سے پبلک نے سُنا۔ اس لیکچر میں مصنف موصوف نے اسلام کو نہایت ہی احسن پیرایہ میں صرف قرآن کریم سے استنباط کرکے بیان فرمایا ہے۔ اور تمام اعتراضات جو بڑے بڑے مخالفین و معاندین اسلام بڑی تحدی اور زور سے کرتے رہے یا اب کرتے ہیں۔ نہایت ہی سنجیدگی اور لطافت سے انکے جوابات اصولی طور پر بیان فرمائے ہیں جن سے خواہ کیسا ہی متعصب اور زود رنج مخالف کیوں نہ ہو کبیدہ خاطر نہیں ہو سکتا بلکہ سوائے سکوت کے اور کوئی جواب بھی پیش نہیں کر سکے گا۔ اور ایک شریف الطبع اور حق جو مخالفِ اسلام کو سوائے سرِ تسلیم خم کرنیکے اور کوئی چارہ نہیں ہو سکتا۔

بڑی خوبی اور لطافت جو اس مضمون کو خاص فوقیت اور یکتائی دے رہی ہے۔ یہ ہے کہ اوّل اس مضمون کو الہامی کتاب یعنی قرآن کریم سے بیان کیا گیا ہے۔ دوم اس مضمون میں باوجود اعتراضوں کا جواب دینے اور دوسرے مذہب کے تذکرہ کرنیکے کسی قسم کی اشارۃً یا کنایۃً رد نہیں کیگئی۔ بلکہ صرف اسلام کی سچّی فلاسفی اور خوبیاں پبلک کے کانوں تک پہنچانے کی کوشش کی گئی ہے۔ اور توحید باری تعالیٰ اور رسالت مآب صلعم کی صداقت بیان کی گئی ہے۔ چونکہ حضرت مسیح موعودؑ کی عمر بھر کی تصنیفات اور تالیفات کا خلاصہ یہی ایک مضمون تھا جس میں مکمل طور پر اسلام کی صداقت بیان کی گئی ہے اس لیئے پبلک کی عام قبولیت اور پسندیدگی دیکھکر اور تبلیغ اسلام کا بڑا ذریعہ سمجھکر اسکو انگریزی زبان میں ترجمہ کرکے ولایت میں چھپوایا گیا ہے اور اسکی بہت سی کاپیاں ولایت اور دیگر بلاد یورپ اور امریکہ وغیرہ میں مفت تقسیم کی گئی ہیں۔ اور کچھ کاپیاں یہاں بھی فروخت کے لیئے منگوالی گئی ہیں۔ یہ کتاب اس قابل ہے کہ ہر ایک انگریزی خوان مسلمان کے ہاتھ میں ہو۔ احباب خود بھی خریدیں اور تبلیغ اسلام کے لیئے چند کاپیں خریدکر مفت تقسیم کرکے اسکا اجر اللہ تعالیٰ سے لیں۔ جو صاحب منگوانا چاہیں دفتر ریویو آف ریلیجنز۔ قادیان ضلع گورداسپور سے منگوالیں۔ قیمت بغرض توسیع اشاعت باوجود دو سو صفحہ اور عمدہ ولایتی جلد کے بہت ہی تھوڑی

مطبع میگزین قادیان میں ماسٹر فقیر اللہ اسسٹنٹ مینجر میگزین کے اہتمام سے طبع ہوا